قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ابو سعید

Online Edition

بدھ 19 جنوری 2022ء | 15 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 19 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:16

فرمانِ رسول ﷺ

ایک دفعہ تین حضرات نبی کریمؐ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آپ کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے، جب انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مقابلہ! آپ کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے جدائی اختیار کر لوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے پوچھا کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ سن لو! اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ رب العالمین سے میں تم سب سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ میں تم میں سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے بے رغبتی کی وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

(بخاری کتاب النکاح)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

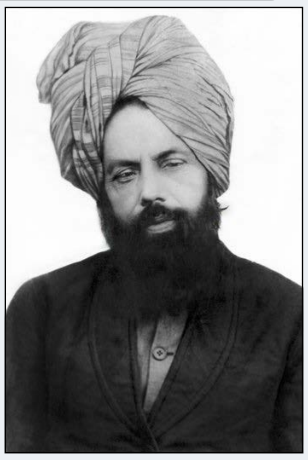

اصل غرض انسان کی خلقت کی یہ ہے کہ وہ اپنے ربّ کو پہچانے اور اس کی فرمانبرداری کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

(الذاریات: 57)

مَیں نے جن اور انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ اکثر لوگ جو دنیا میں آتے ہیں بالغ ہونے کے بعد بجائے اس کے کہ اپنے فرض کو سمجھیں اور اپنی زندگی کی غرض اور غایت کو مدنظر رکھیں۔ وہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور دنیا کا مال اور اس کی عزتوں کے ایسے دلدادہ ہوتے ہیں کہ خدا کا حصہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور بہت لوگوں کے دل میں تو ہوتا ہی نہیں۔ وہ دنیا ہی میں منہمک اور فنا ہو جاتے ہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ خدا بھی کوئی ہے ہاں اس وقت پتہ لگتا ہے جب قابضِ اَرواح آ کر جان نکال لیتا ہے۔ پس اس دھوکا سے خبردار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کا وقت آجاوے اور تم خالی کے خالی ہی رہو‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 137 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۹﴾

(التغابن: 9)

ترجمہ: پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس نور پر جو ہم نے اُتارا ہے۔ اور اللہ اُس سے جو تم کرتے ہو ہمیشہ باخبر رہتا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

پس وہ ایک ایسا نور کامل تھے جو اللہ تعالیٰ کے نور سے منور تھا اور جنہوں نے اپنے صحابہ میں ان کی استعدادوں کے مطابق بھی وہ نور بھر دیا۔ انہیں عبادتوں کے طریق بھی سکھائے۔ انہیں عبادتوں کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ ان کو اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اور پھر آپ ﷺ سے وہ نور پا کر صحابہؓ نے اپنی استعدادوں کے مطابق پھر وہ نور آگے پھیلانا شروع کر دیا اور چراغ سے پھر چراغ روشن ہوتے چلے گئے اور جن باتوں کا فہم اس وقت کا عام انسان نہیں کرسکتا تھا اس کے بارہ میں بھی بتا دیا کہ اس کامل کتاب سے تاقیامت اب چراغ روشن ہوتے چلے جائیں گے۔

(خطبہ جمعہ 15 جنوری 2010ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- لبوں پہ آئی ہے بات جس کی بیاں کروں کیا صفات اس کی (منظوم)
- احکام خداوندی (قسط نمبر 26)
- ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک وشہر (قسط نمبر 17)
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

دربارِ خلافت

ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہوتا ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا۔ اور ہر ایک کے لئے ایک مطمح نظر ہوتا ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے اس کو اپنا مقصد بنالیتا ہے۔ وِجْهَةٌ کے معنی ہیں کوئی سمت یا کوئی جانب یا جہت۔ اس کے معنی راستے اور طریق کے بھی ہیں اور اس کے معنی کسی مقصد کو حاصل کرنا بھی ہیں۔ (لسان العرب زیر مادہ ''وجہ'')

پس ایک مومن کے لئے یہ شرط ہے کہ اس طرف منہ کرے، اُس جانب دیکھے جس طرف دیکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور پھر اُس طرف دیکھنا ہی نہیں بلکہ جس طرف دیکھ رہا ہے، وہاں جو مختلف راستے ہیں، اُن میں سے وہ راستہ اختیار کرے جس کے اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور پھر اُس رستے کی طرف صرف منہ اُٹھا کر ہی نہیں چلتے چلے جانا بلکہ اُس راستے پر چلنے کی وجہ ایک مقصد کو پانا ہے اور وہ مقصد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے یعنی فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ۔ نیکیوں کو نہ صرف بجالانا بلکہ اُن کے معیار بھی بلند کرنا اور ان نیکیوں کو کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور صرف ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش ہی نہیں کرنا بلکہ جو کمزور ہیں، پیچھے رہ جانے والے ہیں، اُن کو بھی ساتھ لے کر چلنا۔ یعنی جماعتی ترقی بھی ہر وقت ایک مومن کے مدّنظر ہوتی ہے۔ اس لئے حقیقی مومن وہی ہے کہ جب وہ ترقی کرتا ہے تو باقی افرادِ جماعت کی ترقی کے لئے بھی کوشاں ہوتا ہے، اُن کے لئے کوشش کرتا ہے۔ اُن کو بھی نیکیوں کی دوڑ میں اپنے ساتھ شامل کرتا ہے۔ اُن کے لئے بھی مواقع مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں تا کہ جماعت کی ترقی کا پہیہ تیزی سے آگے کی طرف گھومتا چلا جائے۔

جماعت احمدیہ یعنی وہ جماعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کے ساتھ جڑنے کی وجہ سے اُس خیر کو پھیلانے کے لئے قائم ہوئی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے اور اس خیر میں حقوق اللہ بھی ہیں اور حقوق العباد بھی ہیں، عبادات بھی ہیں اور مخلوق اور کُل عالَم انسانیت کی خدمت بھی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ انسانیت کی خدمت نیکیاں پھیلانے سے ہی ہوسکتی ہے۔ رحمت بکھیرنے سے ہی ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے مثال دی تھی بعض لوگ برائیاں کرتے ہیں اور اُس کے لئے بچوں کو تربیت دیتے ہیں، معصوم بچوں کی جانیں لینے یا اُن سے خودکش حملے کروانے سے یہ خدمت نہیں ہوسکتی۔ بموں اور توپوں اور لڑائیوں اور فسادوں سے یہ خدمت نہیں ہوسکتی۔

پس آج دنیا میں من حیث الجماعت صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو رحمۃ للعالمین کی رحمت سے دنیا کو حصہ دلانے اور نیکیاں بکھیرنے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور اس کا حق ادا کرنے کیلئے اپنی بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ یہ کوشش اسلام کی خوبصورت تعلیم اور اسلام کا پیغام دنیا کو دے کر بھی ہوتی ہے۔ قرآن کریم کی اشاعت اور دنیا کے مختلف ممالک اور علاقوں کی زبانوں میں قرآن کریم کے ترجمے کر کے پھر اُن کو پھیلانے کی صورت میں بھی ہے۔ اعلیٰ اخلاقیات دنیا کو سکھانے کی صورت میں بھی ہے۔ پیار محبت کی تعلیم دنیا کو دینے کی صورت میں بھی ہے۔ انسانیت کی خدمت ہسپتالوں کے ذریعے دکھی انسانیت کا علاج مہیا کرنے کی صورت میں بھی ہے۔ دور دراز علاقوں میں تعلیم سے بے بہرہ بچوں کو، انسانوں کو، تعلیم کے زیور سے آراستہ کر کے پھر اُنہیں نیکیوں کا صحیح ادراک دلانے کی صورت میں بھی ہے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لا کر خدائے واحد کے آگے جھکنے والا بنانے کی صورت میں بھی ہے۔

پس جماعت احمدیہ کا مشن کوئی معمولی مشن نہیں ہے جو عہدِ بیعت ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ باندھا ہے وہ کوئی معمولی عہد نہیں ہے۔ اس کے پورا کرنے کے لئے ہمیں وہی مطمح نظر بنانا ہوگا جو خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے جس کی میں کچھ وضاحت کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اُن راستوں پر چلنا جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والے راستے ہیں۔ ان راستوں پر بھی جیسا کہ شیطان نے کہا تھا، شیطان سے آمنا سامنا ہوسکتا ہے جو نیکیوں کے بجالانے سے روکنے کی کوشش کرے گا۔ نیکیوں کے معیار بلند کرنے کی کوشش میں روڑے اٹکائے گا لیکن دل سے نکلی ہوئی یہ دعا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ: 6) جو ہے شیطان کے حملوں کا توڑ کرتی چلی جائے گی۔ نیکیوں کی بلندیوں کو ایک مومن چھوتا چلا جائے گا اور خیرِ اُمّت میں سے ہونے کے اعزاز پاتا چلا جائے گا۔ پس اس کے حصول کے لئے ہمارے ہر بڑے چھوٹے مرد عورت، بچے بوڑھے کو کوشش کرنی چاہئے۔ تمام قسم کی نیکیاں اپنا کر اللہ تعالیٰ کے ہمارے لئے مقرر کردہ مطمح نظر اور مقصد کو ہم نے حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جن نیکیوں کے کرنے کا ایک مومن کو حکم دیا ہے اُن میں سے ایک انفاق فی سبیل اللہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانیاں بھی ہیں۔ مالی قربانی بھی اُن مقاصد کے لئے ضروری ہے جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے یعنی اشاعتِ اسلام اور خدمتِ انسانیت۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ گزشتہ تقریباً سوا سو سال سے ان مقاصد کے حصول کے لئے افرادِ جماعت مالی قربانیاں کرتے چلے جارہے ہیں، یہ قربانی اور نیکی جماعت احمدیہ کا ایسا طرہ امتیاز ہے جس کو دیکھ کر غیر جو ہیں وہ حیران و پریشان ہوتے ہیں کیونکہ اُن کو اس بات کا فہم و ادراک نہیں کہ اس کے پیچھے کیا جذبہ کارفرما ہے۔ یقیناً یہ روح ایک احمدی میں اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا مطمح نظر فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کو بناتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 9/ نومبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

لبوں پہ آئی ہے بات جس کی بیاں کروں کیا صفات اس کی

لبوں پہ آئی ہے بات جس کی بیاں کروں کیا صفات اس کی
ہے واحد و لاشریک وہ ہی، یگانہ دائم ہے ذات اس کی

ہے لب پہ ذکرِ حبیب ہر دم، تبھی ہے دل میں سکون ہر دم
میں جپتی رہتی ہوں جس کی مالا یہ دن بھی اس کا، یہ رات اس کی

دکھائی دیتے ہیں محوِ گردش یہ کہکشاں، مہر و ماہ و انجم
اسی کے کن کا کرشمہ ہے یہ حسین سی کائنات اس کی

یہ چار دن جو ملے ہیں ہم کو تو کبر کیسا، غرور کیسا
سنوار لیں عاقبت کو اپنی، یہ دنیا ہے بے ثبات اس کی

کتابِ قسمت کو کھول دے گی دعا جو اس کے حضور ہوگی
نصیب وہ ہی سنوارتا ہے، قلم بھی اس کا، دوات اس کی

مصیبتوں سے نکالتا ہے، جو گر پڑیں تو سنبھالتا ہے
اسی کی رہ میں نہ کیوں لٹائیں جو دی ہوئی ہے حیات اس کی

تری پناہوں میں آنا چاہوں، تری محبت کو پانا چاہوں
بنا ہے دشمن یہ نفس میرا، ترے کرم سے ہو مات اس کی

منصورہ فضل من۔ قادیان

قدسیہ نور والا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط نمبر 26

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔“

(کشتی نوح)

مجالس کے آداب

نیکی کا پہلا دروازہ اسی سے کھلتا ہے کہ اپنی کورانہ زندگی کو سمجھے اور پھر بری مجلس اور بری صحبت کو چھوڑ کر نیک مجلس کی قدر کرے۔

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

السلام علیکم کہنے کا حکم

•اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوۡمٌ مُّنۡکَرُوۡنَ

(الذاریات:26)

جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے کہا سلام! اس نے بھی کہا سلام! (اور جی میں کہا) اجنبی لوگ (معلوم ہوتے ہیں)

•دَعۡوٰىہُمۡ فِیۡہَا سُبۡحٰنَکَ اللّٰہُمَّ وَ تَحِیَّتُہُمۡ فِیۡہَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعۡوٰىہُمۡ اَنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(یونس:11)

وہاں ان کا اعلان یہ ہوگا کہ اے (ہمارے) اللہ! تو پاک ہے اور وہاں ان کا خیر سگالی کا کلمہ سلام ہوگا اور اُن کا آخری اعلان یہ ہوگا کہ سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

•اِذۡ دَخَلُوۡا عَلَیۡہِ فَقَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنۡکُمۡ وَجِلُوۡنَ

(الحجر:53)

جب وہ اس کے پاس آئے تو انہوں نے کہا سلام۔ اس نے کہا ہم تو تم سے خائف ہیں۔

•لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡہَا لَغۡوًا وَّ لَا تَاۡثِیۡمًا

(الواقعہ:26)

وہ اس میں کوئی بے ہودہ یا گناہ کی بات نہیں سنتے۔

•اِلَّا قِیۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا

(الواقعہ:27)

مگر ”سلام سلام“ کا قول۔

مجالس میں بیٹھنے کے لئے جگہ دینا

•یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قِیۡلَ لَکُمۡ تَفَسَّحُوۡا فِی الۡمَجٰلِسِ فَافۡسَحُوۡا یَفۡسَحِ اللّٰہُ لَکُمۡ ۚ

(المجادلہ:12)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلسوں میں (دوسروں کے لئے) جگہ کھلی کر دیا کرو تو کھلی کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی عطا کرے گا۔

مجالس سے اٹھ کر چلے جانے کا حکم

•وَ اِذَا قِیۡلَ انۡشُزُوۡا فَانۡشُزُوۡا یَرۡفَعِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ

(المجادلہ:12)

اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرے گا جو تم میں سے ایمان لائے ہیں۔

مجالس میں ناپسندیدہ باتیں کرنے کی ممانعت

•اَئِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَ تَقۡطَعُوۡنَ السَّبِیۡلَ ۬ۙ وَ تَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِیۡکُمُ الۡمُنۡکَرَ ؕ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوا ائۡتِنَا بِعَذَابِ اللّٰہِ اِنۡ کُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ

(العنکبوت:30)

کیا تم (شہوت کے ساتھ) مَردوں کی طرف آتے ہو اور راہزنی کرتے ہو اور اپنی مجالس میں سخت ناپسندیدہ باتیں کرتے ہو۔ پس اس کی قوم کا جواب کچھ نہ تھا مگر (یہ) کہ انہوں نے کہا ہمارے پاس اللہ کا عذاب لے آ اگر تُو سچوں میں سے ہے۔

اجلاس کے دوران میر مجلس کی اجازت سے باہر جانے کا حکم

•اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اِذَا کَانُوۡا مَعَہٗ عَلٰۤی اَمۡرٍ جَامِعٍ لَّمۡ یَذۡہَبُوۡا حَتّٰی یَسۡتَاۡذِنُوۡہُ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَسۡتَاۡذِنُوۡنَکَ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ۚ

(النور:63)

سچے مومن تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور جب کسی اہم اجتماعی معاملے پر (غور کے لئے) اس کے پاس اکٹھے ہوں تو جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں، اٹھ کر نہ جائیں۔ یقیناً وہ لوگ جو تجھ سے اجازت لیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ہیں۔

اجازت دینے کے بعد میر مجلس کو استغفار کرنے کا حکم

•فَاِذَا اسۡتَاۡذَنُوۡکَ لِبَعۡضِ شَاۡنِہِمۡ فَاۡذَنۡ لِّمَنۡ شِئۡتَ مِنۡہُمۡ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَہُمُ اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ

(النور:63)

پس جب وہ تجھ سے اپنے بعض کاموں کی خاطر اجازت لیں تو ان میں سے جسے چاہے اجازت دے دے اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا رہ۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف محمود)

آج کی دعا

(1) رَبِّ لَا تُضَیِّعۡ عُمُرِیۡ وَعُمُرَھَا وَاحۡفَظۡنِیۡ مِنۡ کُلِّ اٰفَۃٍ تُرۡسَلُ اِلَیَّ

(تذکرہ:524، ایڈیشن چہارم)

ترجمہ: اے میرے رب! میری اور اس کی عمر کو ضائع نہ کریو اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ فرمائیو جو میری طرف بھیجی جاویں۔

(2) رَبِّ احۡفَظۡنِیۡ فَاِنَّ الۡقَوۡمَ یَتَّخِذُوۡنَنِیۡ سُخۡرَۃً

(تذکرہ:578، ایڈیشن چہارم)

ترجمہ: اے میرے رب! میری حفاظت کر کیونکہ قوم نے تو مجھے ٹھٹھے کی جگہ ٹھہرا لیا۔

(3) یَا حَفِیۡظُ۔ یَا عَزِیۡزُ۔ یَا رَفِیۡقُ

(رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو اس سے پیشتر اسمائے باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا)

(تذکرہ:404، ایڈیشن چہارم)

ترجمہ: اے حفاظت کرنے والے۔ اے غالب۔ اے ساتھی۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بانی سلسلہ احمدیہ کی حفاظتِ الٰہی کے حصول کی عاجزانہ دعائیں ہیں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

سید عمار احمد

ارشادات حضرت مسیح موعودؑ
بابت مختلف ممالک وشہر
قسط 17

ارشاد برائے پنجاب

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان نادان، تنگ خیال اور سفلہ مزاج ملاؤں سے نفرت اور پرہیز کریں جو بغاوت پسند ہیں اور ناحق خون کر کے غازی بنتے ہیں۔ میری جماعت کے ہر فرد کو لازم ہے کہ وہ گورنمنٹ کی قدر کریں اور پوری اطاعت اور وفاداری کے ساتھ اس کے احسانات کے شکر گزار ہوں اور یقیناً سمجھ لیں کہ جو شخص مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ تعالےٰ کا شکر گذار بھی نہیں ہوسکتا۔

غرض اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک یہ بڑا احسان ہے کہ اس نے ان کو گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت میں قائم کیا جو آزادی پسند اور امن دوست گورنمنٹ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے یہ دوسرا احسان ہے کہ اس نے اس سلسلہ کو پنجاب میں قائم کرنا پسند فرمایا اور اس سرزمین کو اس کے لئے منتخب کیا۔ ہندوستان بھی تو تھا پھر کیا وجہ ہے اور اس میں کیا حکمت ہے کہ پنجاب کو ترجیح دی؟ اس میں جو حکمت ہے وہ تجربہ سے معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ پنجاب کی زمین نرم ہے اور اس میں قبول حق کا مادہ ہندوستان کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔ مجھے کئی مہینے تک دلّی اور دوسری جگہ رہنے کا اتفاق ہوا ہے مگر انہوں نے قبول نہیں کیا اور برخلاف اس کے پنجاب میں لوگوں نے مجھے اس وقت قبول کیا جب دوسروں نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں نے ان کو اپنے دعویٰ کے دلائل سنائے۔ قرآن اور حدیث کو ان کے سامنے پیش کیا۔ نشانات پیش کئے۔ مگر انہوں نے نہیں مانا (اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہُ)۔ پس یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں اس نے اس سلسلہ کو قائم کیا۔ علاوہ بریں یہ ملک حق رکھتا تھا کہ یہ سلسلہ قائم ہو۔ کیونکہ چالیس پچاس برس تک سکھوں کا دھکا کھا چکا تھا۔ بچوں کو تو ان دکھوں اور تکلیفوں کی خبر نہیں اور میں بھی اس وقت بچہ تھا۔ اس لئے پورا علم تو نہیں مگر جس قدر علم مجھے ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا رؤیت کا علم ہوتا ہے۔ اس وقت اگر بانگ دی جاتی تو اس کی سزا بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوتی تھی کہ بانگ دینے والا قتل کیا جاوے۔ حالانکہ یہ لوگ جانتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ جب وہ سنکھ وغیرہ بجاتے ہیں تو ہم کبھی ان کے مزاحم نہیں ہوتے اور نہ انہیں تکلیف دیتے ہیں مگر بانگ سے انہیں ایسی ضد تھی کہ جونہی کسی نے دی وہ قتل کیا گیا۔ جس جگہ میں اس وقت کھڑا ہوں۔ یہ کارداروں کی جگہ تھی اور دارالحکومت نہیں بلکہ دارالظلم تھا۔ جب انگریزی عدالت کا شروع شروع میں دخل ہوا۔ اس وقت یہاں ایک کاردار رہتا تھا۔ اس کا ایک سپاہی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا۔ اس نے ملاں کو کہا کہ بانگ دے۔ مگر ملاں نے بہت ہی آہستہ آہستہ بانگ کہی۔ سپاہی نے کہا کہ اونچی آواز سے بانگ کیوں نہیں دیتا جو دوسروں تک بھی پہنچ جائے۔ ملاں نے کہا میں اونچی آواز سے بانگ کیونکر دوں کیا میں پھانسی چڑھوں اس پر سپاہی نے کہا کہ نہیں تو کوٹھے پر چڑھ کر بہت اونچی آواز سے بانگ دے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سلطنت کی تبدیلی ہوچکی ہے۔ آخر جب ملاں نے سپاہی کے کہنے سے بلند آواز سے اذان دی تو ایک شور مچ گیا اور کاردار کے پاس جا کر شکایت کی کہ ہمارے آٹے بھرشٹ ہوگئے اور ہم اور ہمارے بچے بھوکے رہے۔ ہم پر ظلم ہوا۔ اس پر کاردار نے کہا کہ اچھا پکڑ لاؤ۔ ملاں کو پکڑ کر لے گئے۔ وہ نیک بخت سپاہی بھی ملاں کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب ملاں کاردار کے سامنے گیا تو کاردار نے اس سے پوچھا کہ تو نے بانگ دی ہے؟ سپاہی نے آگے بڑھ کر کہا کہ اس نے نہیں دی بانگ تو میں نے دی ہے۔ جب کاردار نے یہ سنا تو اس نے شکایت کرنے والوں کو کہا کہ اندر جا کر بیٹھو۔ لاہور میں تو گائے ذبح ہوتی ہے۔

اذان بھی ایک اسلامی دعوت ہے اور اس حالت میں اسلام کی اجمالی دعوت ہے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کا کیا مطب ہے؟ یہی کہ مسلمان ہو جاؤ۔ مگر یہ لوگ اسلام کے دشمن تھے۔ اس لئے بانگ کے دشمن تھے۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 136-138 ایڈیشن 1984ء)

ارشادات برائے نصیبین

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

منجملہ ان کے ایک یہی مسئلہ ہے جو مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق ہے اور جس میں بدقسمتی سے بعض مسلمان بھی ان کے شریک ہو گئے ہیں۔ اسی ایک مسئلے پر عیسائیت کا دارومدار ہے کیونکہ عیسائیت کی نجات کا مدار اسی صلیب پر ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ مسیح ہمارے لئے مصلوب ہوا اور پھر وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلا گیا، جو گویا اس کی خدائی کی دلیل ہے۔

جن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے ان لوگوں کا ساتھ دیا ہے وہ یہ تو نہیں مانتے کہ مسیح صلیب پر مر گیا مگر وہ اتنا ضرور مانتے ہیں کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ لیکن جو حقیقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ مسیحؑ ابن مریم اپنے ہمعصر یہودیوں کے ہاتھوں سخت ستایا گیا۔ جس طرح پر راستباز اپنے زمانہ میں نادان مخالفوں کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں اور آخر ان یہودیوں نے اپنی منصوبہ بازی اور شرارتوں سے یہ کوشش کی کہ کسی طرح پر ان کا خاتمہ کر دیں اور ان کو مصلوب کرا دیں۔ بظاہر وہ اپنی ان تجاویز میں کامیاب ہو گئے، کیونکہ حضرت مسیحؑ ابن مریم کو صلیب پر چڑھائے جانے کا حکم دیا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے جو اپنے راستبازوں اور ماموروں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ ان کو اس لعنت سے جو صلیب کی موت کے ساتھ وابستہ تھی بچا لیا اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ اس صلیب پر سے زندہ اتر آئے۔ اس امر کے ثبوت کے لئے بہت سے دلائل ہیں جو خاص انجیل ہی سے ملتے ہیں، لیکن اس وقت اس کا بیان کرنا میری غرض نہیں، ان واقعات کو جو صلیب کے واقعات ہیں انجیل میں پڑھنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیحؑ ابن مریم صلیب پر سے زندہ اتر آئے اور پھر یہ خیال کر کے کہ اس ملک میں ان کے بہت سے دشمن ہیں اور دشمن بھی دشمنِ جان اور جیسا کہ وہ پہلے کہہ چکے تھے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ جس سے ان کی ہجرت کا پتہ ملتا تھا کہ انھوں نے ارادہ کر لیا کہ اس ملک کو چھوڑ دیں اور اپنے فرض رسالت کو پورا کرنے کے لیے وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں نکلے اور نصیبین کی طرف سے ہوتے ہوئے افغانستان کے راستہ کشمیر میں آ کر بنی اسرائیل کو جو کشمیر میں موجود تھے، تبلیغ کرتے رہے اور ان کی اصلاح کی اور آخر ان میں ہی وفات پائی۔ یہ امر ہے جو مجھ پر کھولا گیا ہے۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 303-304 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اگرچہ میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سفر جو تجویز کیا گیا ہے۔ اگر نہ بھی کیا جاتا، تو بھی خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس قدر شواہد اور دلائل ہم کو اس امر کے لیے دیدیئے ہیں، جن کو مخالف کا قلم اور زبان توڑ نہیں سکتی، لیکن مومن ہمیشہ ترقیات کی خواہش کرتا ہے اور وہ زیادہ سے زیادہ حقائق اور معارف کا بھوکا پیاسا ہوتا ہے۔ کبھی ان سے سیر نہیں ہوتا۔ اس لیے ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جس قدر ثبوت اور دلائل اور مل سکیں وہ اچھا ہے۔ اس مقصد کے لیے یہ تقریب پیش آئی ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو نصیبین کی طرف بھیجتے ہیں۔ جس کے متعلق ہمیں پتہ ملا ہے کہ وہاں کے حاکم نے حضرت مسیح کو (جبکہ وہ اپنی ناشکر گزار قوم کے ہاتھ سے تکلیفیں اٹھا رہے ہیں) لکھا تھا کہ آپ میرے پاس چلے آئیں اور واقعہ صلیب سے بچ جانے کے بعد اس مقام پر پہنچ کر انہوں نے بدقسمت قوم کے ہاتھ سے نجات پائی۔ وہاں کے حاکم نے یہ بھی لکھا تھا کہ آپ میرے پاس آجائیں گے تو آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کروں گا اور میں بیمار ہوں میرے لیے دعا بھی کریں اگرچہ یہ ایک انگریزی کتاب سے ہمیں معلوم ہوا ہے، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ روضۃ الصفا جو ایک اسلامی تاریخ ہے۔ اس قسم کا مفہوم اس سے بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے یہ یقین ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نصیبین میں ضرور آئے اور اسی راستہ سے وہ ہندوستان کو چلے آئے ہیں۔ سارا علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے، لیکن ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اس سفر میں انشاء اللہ حقیقت کھل جائے گی اور اصل معاملہ صاف ہو جائے گا۔ ممکن ہے کہ اس سفر میں ایسی تحریریں پیش ہو جاویں یا ایسے کتبے نکل آویں، جو مسیح علیہ السلام کے اس سفر کے متعلق بعض امور پر روشنی ڈالنے والے ہوں یا حواریوں میں سے کسی کی قبر کا کوئی پتہ چل جاوے یا اور اس قسم کے بعض امور نکل آویں، جو ہمارے مقصد میں مؤید ثابت ہوسکیں، اس لئے میں نے اپنی جماعت میں سے تین آدمیوں کو اس سفر کے لئے تیار کیا ہے۔ ان کے لئے ایک عربی تصنیف بھی میں کرنی چاہتا ہوں، جو بطور تبلیغ کے ہو اور جہاں جہاں وہ جاویں اس کو تقسیم کرتے رہیں۔ اس طرح پر اس سفر سے یہ بھی فائدہ ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کی اشاعت بھی ہوتی جاوے گی۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 305-306 ایڈیشن 2016ء)

ارشادات برائے ہندوستان

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

چنانچہ اس زمانہ میں دیکھ لو کہ کتنا بڑا دجل ہو رہا ہے۔ ہر طرف سے اسلام پر نکتہ چینیاں اور اعتراض کیے جاتے ہیں۔ اور عیسائیوں نے تو حد کر دی ہے۔ میں نے ان اعتراضوں کو جمع کیا ہے، جو بقیہ صفحہ 12 پر

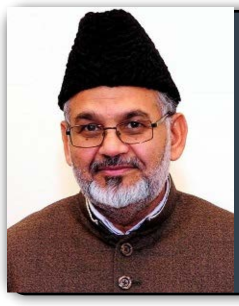

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں (قسط 32)

اردو لنک کی اشاعت 23 فروری تا یکم مارچ 2007ء صفحہ 6 پر خاکسار کے مضمون بعنوان ''اسلام مین عورت کی عظمت، احترام اور مغربی معاشرہ'' کی نویں قسط مع خاکسار کی تصویر کے شائع ہوئی۔ اس قسط میں خاکسار نے ''عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ'' کی تشریح بھی کی ہے اور بیویوں سے حسن سلوک کی تاکید۔ جس میں علامہ ابن کثیر کی تفسیر سے چند واقعات بھی درج کئے ہیں جن میں آنحضرت ﷺ کا اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کی مثالیں ہیں۔ یہ حدیث بھی درج کی گئی ہے کہ تم میں بہترین وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔

سب سے پہلے آپ ﷺ نے عورت کے ورثہ کا حق قائم کیا۔ پھر خاوند کو حق نہیں کہ بیوی کے مال میں سے خرچ کرے۔ عورت اپنے مال کے خرچ کرنے میں پوری مختار ہے۔ آنحضرت ﷺ امہات المومنین سے بعض امور میں مشورہ بھی فرماتے تھے۔ سفر میں آپ اپنی کسی بیوی کو ساتھ رکھتے۔ ایک دفعہ سواریوں کے بدکنے کی وجہ سے آپ بھی سواری سے گر گئے اور خواتین بھی۔ ایک صحابی جو یہ دیکھ رہے تھے فوراً آپؐ کی طرف لپکے۔ لیکن اس موقعہ پر آپ نے فرمایا ''مجھے چھوڑ دو اور عورتوں کی طرف جاؤ'' آنحضرت ﷺ نے وفات کے وقت جو وصیت فرمائی تھی اس میں بھی یہ بات تھی کہ عورتوں سے ہمیشہ حسن سلوک کرنا۔

آپ ﷺ کو عورتوں کے جذبات کا بھی بہت خیال رہتا تھا آپ ہمیشہ نصیحت فرماتے جو لوگ باہر سفر پر جاتے ہیں انہیں جلدی گھر واپس آنا چاہئے تا کہ ان کے بیوی بچوں کو تکلیف نہ ہو۔

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ خاوند کو بیوی کی دلداری اور عظمت کے لئے حکم ہے کہ اگر تم اس کو ناپسند کرتے ہو تو یاد رکھو کہ بسا اوقات جن چیزوں کو تم ناپسند کرتے ہو لیکن خدا اس میں تمہارے لئے بھلائی رکھ دیتا ہے۔

یہ حسن سلوک اور مروت اور اخلاق عالیہ ہی تھے جن سے حضرت خدیجہؓ گرویدہ ہوئیں اور آنحضرت ﷺ کی شان میں وہ گواہی دی جو رہتی دنیا تک سنہری حروف سے لکھی جائے گی۔ کہ اے میرے پیارے فکر نہ کریں خدا تعالیٰ ہرگز آپ کو ضائع نہ کرے گا کیونکہ آپ اخلاق و مروت کا سرچشمہ ہیں۔ غریبوں کی خدمت کرتے ہیں اور مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں۔

عورت بھلا کب یہ گواہی دے سکتی ہے اگر اس کے ساتھ اچھا سلوک نہ ہو۔ حضرت معاویہ بن ہندہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ہم میں سے کسی کی عورت کا اس پر کیا حق ہے؟

فرمایا: ''جب تو کھانا کھائے تو اسے بھی کھلائے اور جب تو لباس پہنے اسے بھی پہنائے اور اس کے منہ پر نہ مار اور نہ اس سے یہ کہہ کہ اللہ تجھے قبیح کرے اور نہ اس سے قطع تعلق کر۔'' مضمون کے آخر میں مسجد بیت الحمید کا ایڈریس اور فون نمبر درج ہے۔

انڈیا پوسٹ نے اپنی اشاعت 9 مارچ 2007ء صفحہ 25 پر ہماری ایک خبر اس عنوان کے ساتھ دی ہے

Inter-Faith meeting discusses Salvation

یعنی انٹر فیتھ میٹنگ میں ''نجات'' کے بارہ میں گفتگو ہوئی۔

اس خبر کے ساتھ جو کہ نصف سے زائد صفحہ پر ہے دو تصاویر بھی دی گئی ہیں۔ ایک تصویر کے نیچے لکھا ہے کہ امام شمشاد سوالوں کا جواب دے رہے ہیں۔ دوسری تصویر کے نیچے لکھا ہے کہ یہودی ازم، عیسائیت اور اسلام کے مقررین (دائیں طرف ربائی یوناہ، درمیان میں خاکسار سید شمشاد احمد ناصر اور آخر میں عیسائی مقرر بریٹ ٹرنچکل)

انڈیا پوسٹ سروس کے حوالہ سے اس خبر میں بتایا گیا ہے کہ یہودی ازم، عیسائیت اور اسلام کے نمائندوں نے 70 کے قریب لوگوں کو اپنی اپنی مذاہب کے نمائندگی میں ''نجات'' کے بارے میں بتایا۔ یہ میٹنگ احمدیہ مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے ہال میں 22 فروری 2007ء کو ہوئی۔

انتصار ملہی صاحب نے میٹنگ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا۔ اس کے بعد اعجاز سید نے جو کہ احمدیہ مسلم سٹوڈنٹس کی آرگنائزیشن کے صدر ہیں نے سب کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ سب مذاہب کا ''نجات'' کے بارے میں ایک نظریہ ہے جسے ہم سننے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ سب سے پہلے یہودی ازم کے نمائندہ ربائی یوناہ نے اس بارہ میں اپنے خیالات بیان کئے۔ عیسائی نمائندہ بریٹ نے گناہ اور کفارہ کا عقیدہ پیش کیا۔ اسلام کی نمائندگی میں امام شمشاد ناصر نے کہا کہ اسلام کے نقطہ نگاہ سے یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کی غرض و غایت خدا سے محبت اور اس کی عبادت ہے۔ جس سے انسان خدا کا قرب حاصل کرے۔ نجات اور کامیابی ایک ہی چیز ہے۔ اسلام کامیابی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بتایا گیا ہے کہ ''مومن فلاح پا گئے'' اور پھر اس کے آگے مومنین کی صفات کا ذکر کیا گیا ہے (اس حصہ کو اخبار نے ہائی لائٹ بھی کیا ہے)

اس کے لئے مسلمانوں کی مذہبی کتاب میں کامیابی اور فلاح حاصل کرنے کے ذرائع اور طریقے بھی بیان کئے گئے ہیں۔ یعنی نمازیں جو خشوع وخضوع سے ادا کی جائیں، بےہودہ اور لغو کاموں سے بچنا۔ اپنی عفت اور حیا اور پاکدامنی کی حفاظت اور اپنی امانتوں کی حفاظت وغیرہ۔ تقاریر کے بعد سوال و جواب بھی ہوئے۔ خاموش دعا پر میٹنگ کا اختتام ہوا۔ احمدیہ مسلم طلباء کی آرگنائزیشن کی طرف سے سب کو ریفریشمنٹ بھی پیش کی گئی۔

ہفت روزہ اردو لنک نے اپنی اشاعت 2 تا 8 مارچ 2007ء صفحہ 6 ''دین کی باتیں'' کے تحت خاکسار کے مضمون بعنوان **''اسلام میں عورت کی عظمت، احترام اور مغربی معاشرہ''** کی دسویں قسط خاکسار کی تصویر اور نام کے ساتھ شائع کی۔ اس قسط میں زیادہ تر خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نصائح لکھی ہیں۔

حسن معاشرت کے تحت حضرت مسیح موعودؑ کا یہ اقتباس شروع میں درج کیا گیا ہے جہاں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہمارے ہادی کامل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے...... اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ''

اس کے بعد چند احادیث نبویہ کا اندراج ہے۔ مثلاً ایک حدیث یہ ہے۔ آنحضرت ﷺ سفر پر جا رہے تھے اور ایک انجشہ نامی اونٹوں کو ہانک رہا تھا (حدی خوانی کر رہا تھا) اس لئے اونٹ تیز چلنے لگے تھے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اے انجشہ! ذرا ٹھہر کر اور آہستہ حدی خوانی کرو تا کہ اونٹ زیادہ تیز نہ چلیں۔ کیونکہ اونٹوں پر شیشے اور آبگینے ہیں۔ یعنی نازک مزاج عورتیں سوار ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھبرانے لگیں اور ان کے نازک دل خوف محسوس کریں۔

ایک عزیز کے نام خط سے بھی ایک اقتباس درج کیا گیا ہے اور آخر پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اور اقتباس ملفوظات سے درج کیا گیا ہے جس کا عنوان ہے ''مرد کی نیکی اور بدی کا اثر عورت پر''۔

فرمایا: ''مرد اگر پارسا طبع نہ ہو تو عورت کب صالحہ ہوسکتی ہے۔ ہاں اگر مرد خود صالح بنے تو عورت بھی صالحہ بن سکتی ہے۔ قول سے عورت کو نصیحت نہ دینی چاہئے بلکہ فعل سے اگر نصیحت دی جاوے تو اس کا اثر ہوتا ہے۔ عورت تو درکنار اور بھی کون ہے جو صرف قول سے کسی کی مانتا ہے۔ اگر مرد کوئی کجی یا خامی اپنے اندر رکھے گا تو عورت ہر وقت کی اس پر گواہ ہے۔ اگر وہ رشوت لے کر گھر آیا ہے تو اس کی عورت کہے گی کہ جب خاوند لایا ہے تو میں کیوں حرام کہوں۔ غرضیکہ مرد کا اثر عورت پر ضرور پڑتا ہے اور وہ خود ہی اسے خبیث اور طیب بناتا ہے۔ اسی لئے لکھا ہے۔

اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ

(نور: 27)

اس میں یہی نصیحت ہے کہ تم طیب بنو ورنہ ہزار ٹکریں مارو کچھ نہ بنے گا۔ جو شخص خدا سے خود نہیں ڈرتا تو عورت اس سے کیسے ڈرے؟ نہ ایسے مولویوں کا وعظ اثر کرتا ہے نہ خاوند کا ہر حال میں عملی نمونہ اثر کیا کرتا ہے۔ بھلا جب خاوند رات کو اٹھ اٹھ کر دعا کرتا ہے روتا ہے تو عورت ایک دو دن تک دیکھے گی آخر ایک دن اسے بھی خیال آوے گا اور ضرور متاثر ہوگی۔ عورت میں متاثر ہونے کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب خاوند عیسائی وغیرہ ہوتے ہیں تو عورتیں ان کے ساتھ عیسائی وغیرہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی درستی کے واسطے کوئی مدرسہ بھی کفایت نہیں کرسکتا۔ خاوند کا عملی نمونہ کفایت کرتا ہے۔ خاوند کے مقابلہ میں عورت کے بھائی بہن وغیرہ کا بھی کچھ اثر اس پر نہیں ہوتا۔

خدا نے مرد عورت دونوں کا ایک ہی وجود فرمایا ہے۔

یہ مردوں کا ظلم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو ایسا موقع دیتے ہیں کہ وہ ان کا نقص پکڑیں۔ ان کو چاہئے کہ عورتوں کو ہرگز ایسا موقعہ نہ دیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ تو فلاں بدی کرتا ہے بلکہ عورت ٹکریں مار مار کر تھک جاوے اور کسی بدی کا پتہ اسے مل ہی نہ سکے تو اس وقت اس کو دینداری کا خیال ہوتا ہے اور وہ دین کو سمجھتی ہے۔

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اپنے قویٰ کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 156-157)

اردو لنک کی اشاعت 9 تا 15 مارچ 2007ء میں صفحہ 3 پر ہماری ایک خبر شائع ہوئی۔ 4 تصاویر کے ساتھ۔ جس کا عنوان ہے۔

''یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے مذہبی مفکرین کے درمیان سیر حاصل گفتگو'' تینوں مذاہب کے مطابق ''نجات'' کا تصور کیا معنیٰ رکھتا ہے؟'' نجات یا بخشش کا راز اس بات میں پوشیدہ ہے کہ انسان کس قدر اپنی پیدائش کے مقصد میں کامیابی ہوتا ہے۔'' امام سید شمشاد احمد ناصر

اخبار لکھتا ہے کہ کیلیفورنیا (پ ر) 25 فروری 2007ء یونیورسٹی آف کیلیفورنیا اروائن کے ہال میں ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں تین بڑے مذاہب عالم میں ''نجات'' کے تصور پر گفتگو ہوئی۔ اس موقعہ پر ربائی Yonah Brookstein نے یہودیت کا، راہب Bret Kunckle نے عیسائیت کا اور مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد احمد ناصر نے اسلام کا موقف پیش کیا۔ اس تقریب کا اہتمام یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، اروائن کے مسلمان طلباء کی ایسوسی ایشن (احمدی) (AMSA) نے کیا تھا۔ سامعین میں زیادہ تعداد یونیورسٹی کے طلباء کی تھی۔ AMSA کے زیر انتظام ہونے والی یہ دوسری ایسی تقریب تھی جس میں اسلام کے موقف کو پیش کرنے کا اعلیٰ موقعہ میسر ہوا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور پھر AMSA کے پریذیڈنٹ اعجاز احمد سید نے مہمانوں کو خطاب کیا، انہوں نے شرکت کرنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور بتایا کہ ہر مذہب کا بنیادی مقصد اسے اپنے ماننے والوں کو نجات کی راہ سکھاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے تینوں بڑے مذاہب کے نمائندگان کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق اس تصور کی وضاحت کریں۔ ربائی نے بتایا کہ یہودیت میں نجات کا تصور نجات کے لفظی معنوں کے حوالوں کی بجائے بچا لینے یا چھڑا لینے کے حوالہ سے ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ جیسے کوئی ایک ڈوبتے ہوئے شخص کو اچانک اچک لے کر خشکی پر ڈال دے۔ اس کے بعد عیسائیت پادری نے عیسائیت کا موقف بیان کیا۔ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ ان کے نزدیک نجات عیسیٰؑ کی صلیبی موت میں مضمر ہے۔ آخر پر امام مسجد بیت الحمید شمشاد احمد ناصر نے اسلامی تعلیم کے مطابق انسان کی پیدائش کا مقصد، خدا تعالیٰ کا پیار اور اس کا قرب حاصل کرنا ہے۔ لہٰذا نجات یا بخشش کا راز اس بات میں پوشیدہ ہے کہ انسان کس قدر اپنی پیدائش کے مقصد کے حصول میں کامیاب ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کریم ہمیں کامیابی حاصل کرنے کے گر سکھاتا ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ: ایمان لانے والے یقیناً کامیاب ہیں۔

پھر قرآن ہمیں ایمان لانے والوں کی خصوصیات بتاتا ہے یعنی ایمان لانے والوں کی عبادت میں انکساری ہوتی ہے وہ برائیوں سے بچتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اپنی پاکیزگی کی حفاظت کرتے ہیں اور اپنے وعدوں اور معاہدوں کا پاس رکھتے ہیں، انہوں نے سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کی روشنی میں اور بانی اسلام ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں فلاح کے بارے میں اس مضمون کو واضح کیا۔ نماز کے حوالہ سے یہ بات زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کی کہ مومن نہ صرف خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں بلکہ نمازوں پر دوام اختیار کرکے ان کی حفاظت کرتے ہیں اس لئے پانچ وقت کی اذان میں صرف نماز کے لئے نہیں بلکہ فلاح کی طرف بلایا گیا ہے جہاں موذن کہتا ہے حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔ کامیابی کی طرف آؤ۔ تقریب کے اختتام پر سوالات بھی ہوئے تھے۔ مہمانوں کی ہلکی پھلکی ریفرشمنٹ کے ساتھ بھی تواضع کی گئی۔ 4 تصاویر بھی ہیں ایک میں ربائی اور ایک میں خاکسار تقریر کر رہا ہے۔ ایک سامعین کی ہے۔ جبکہ ایک تصویر میں خاکسار سوالات کے جوابات دے رہا ہے۔

اردو لنک نے اپنی اشاعت 9 سے 15 مارچ 2007ء صفحہ 6 پر ''دین کی باتیں'' کے تحت خاکسار کے مضمون بعنوان ''اسلام میں عورت کی عظمت، احترام اور مغربی معاشرہ'' کی 11 ویں قسط خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع ہوئی۔ یہ مضمون اخبار کے نصف سے زائد صفحہ پر محیط ہے۔ اس قسط میں خاکسار نے ''بیوی کے فرائض بیان کئے ہیں'' جس میں احادیث نبویہ سے وضاحت کی گئی ہے مثلاً آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب کو جاکر بتادو کہ خاوند کے گھر کی عمدگی سے دیکھ بھال کرنے والی اور اسے اچھی طرح سنبھالنے والی عورت کو وہی اجر اور ثواب ملے گا جو خاوند کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے پر ملتا ہے۔

خاکسار مندرجہ بالا حدیث مفصل طور پر لکھ کر اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہر دو یعنی خاوند اور بیوی کو اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی چاہئیں۔ مرد کا کام ہے باہر جاکر کمائے۔ (آجکل مغربی معاشرہ میں تو مرد گھروں میں اپنی جاب اور بزنس کرتے ہیں یہ ٹھیک ہے) باہر جاکر کمانے سے مراد صرف یہ ہے کہ مرد کی ذمہ داری کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کے لئے نان و نفقہ مہیا کرے۔ یہ اس کی ذمہ داری ہے عورت کی نہیں۔ اور بیوی کی ذمہ داری یہ ہے کہ گھر پر رہ کر بچوں کی اور اس کے گھر کی حفاظت کرے۔ اس طرح ثواب کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔

پھر اس سوال کا بھی جواب اس مضمون میں دیا گیا ہے کہ کیا عورت اور مرد دونوں برابر ہیں؟ کیونکہ مغرب کی خواتین خاص طور پر اسے اسلام کے خلاف بطور ہتھیار استعمال کرتی ہیں کہ اسلام میں دونوں برابر نہیں ہیں بلکہ مرد کو فوقیت ہے اور بیچاری عورت تھرڈ کلاس سٹیزن۔

خاکسار نے جواب میں لکھا کہ اگر عورت اور مرد کی ڈیوٹی کو سمجھ لیا جائے تو یہ مسئلہ بڑی آسانی کے ساتھ حل ہو جاتا ہے۔ مغربی معاشرہ کی خاتون اس کو سمجھنا ہی نہیں چاہتی اور اعتراض بھی کرنا چاہتی ہے اور ان کے اثر سے متاثر ہو کر ہماری تعلیم یافتہ نسل بھی اپنے دل میں شکوک پیدا کر رہی ہے کہ کیا واقعی اسلام عورتوں پر ظلم کرتا ہے کہ انہیں مساوی حقوق نہیں دیتا۔

خاکسار نے مزید لکھا کہ مغربی میڈیا اور پریس افغانستان کی عورتوں کی وہاں کے مخصوص برقعہ میں ملبوس تصاویر شائع کرتا ہے حالانکہ اسلام تو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ تم عورتوں کو اس طرح قید کرو۔

خاکسار نے مساوات کے سلسلہ میں ایک زبردست اور دلچسپ واقعہ حضرت خلیفہ اول کا مرقات الیقین سے بھی درج کیا ہے۔ جو افادہ عام کے لئے یہاں لکھتا ہوں۔

''ایک ڈاکٹر جو کشمیر میں گورنر تھا وہ عورتوں مردوں کی مساوات کا بڑا ہی قائل تھا۔ وہ ایک خیمہ میں بیٹھا ہوا عورت مرد کی مساوات کے متعلق بہت زور دے کر تقریر کر رہا تھا۔ میں وہاں اتفاقاً چلا گیا۔ وہ اس وقت تک مجھ کو پہچانتا نہ تھا۔ میں نے آہستگی سے پوچھا کہ حضور کا کوئی بیٹا ہے؟ اول تو اس کو میرا لباس وغیرہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ یہ کون وحشی سا آدمی ہے جو باقاعدہ انٹروڈیوس ہوئے بدون مخاطب ہے۔ مگر اس نے آخر کہہ دیا کہ ہاں میرے ایک بیٹا ہے۔ میں نے کہا وہ آپ کی بیوی کے پیٹ سے ہی پیدا ہوا ہوگا؟ اب اس کو اور بھی تعجب ہوا مگر اس نے کہہ دیا کہ ہاں۔ میں نے بڑی جرأت کے ساتھ فوراً اٹھ کر خوب زور سے اس کی چھاتیوں کو پکڑ کر مروڑا۔ میں جانتا تھا کہ وہ جسم میں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں۔ اب تو وہ بہت گھبرایا لیکن میری جرأت کو دیکھ کر حیران بھی تھا۔ مجھے کہا کہ یہ کیا بات ہے؟ میں نے کہا اب تو آپ کی باری ہوگی کہ بچہ جنیں۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ کی چھاتیوں میں دودھ اتر آیا یا نہیں؟ اور کچھ بچہ کا سامان شروع ہے یا نہیں؟ اس نے اس امیر سے جس کے خیمہ میں آیا ہوا تھا۔ پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا یہ بڑے آدمی ہیں۔ میں کیا بتاؤں یہ خود ہی بتادیں گے۔ اب تو وہ اور بھی زیادہ حیران ہوا۔ مجھ سے کہنے لگا کہ آپ اپنا نام بتادیں، میں نے کہا ہم فقیر آدمی ہیں۔ جب اس نے باصرار کہا تو میں نے کہا کہ میرا نام نور الدین ہے۔ نام میرا وہ چونکہ خوب جانتا تھا، کہنے لگا آپ تو بڑے عالم ہیں۔ میں نے کہا کہ آپ نے ساری علیت کا زور عورت مرد کی مساوات میں صرف کیا۔ میری دلیل کا بھی آپ کوئی جواب دے سکتے ہیں؟ کہا آپ کی دلیل کا تو کوئی جواب نہیں دے سکتا۔''

(مرقاۃ الیقین صفحہ 241-242)

خاکسار نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب کی کتاب سیرت خاتم النبیین سے عورت و مرد کی مساوات کے بارے میں یہ حصہ بھی مضمون میں لکھا:

''**مرد وعورت میں حقوق کی مساوات:** پھر مساوات کی بحث میں مرد عورت کی مساوات کا سوال بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یعنی جہاں آجکل ایک طبقہ عورت کو نعوذ باللہ جوتی کی طرح اپنے پاؤں کے نیچے رکھنا چاہتا ہے تو وہاں دوسرا طبقہ اسے ایسی آزادی دینے پر تُلا ہوا ہے کہ گویا وہ انتظامی لحاظ سے بھی خاوند کی نگرانی سے باہر ہوگئی ہے اور یورپ کا ایک طبقہ تو اسلام کی طرف یہ تعلیم بھی منسوب کرتے ہوئے نہیں شرماتا کہ اسلام عورت میں روح تک کو تسلیم نہیں کرتا۔ گویا وہ صرف مشین کی طرح کا ایک جانور ہے جس کی زندگی اس کی موت کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ مگر قرآن شریف ان سارے باطل خیالات کی تردید فرماتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ مرد وعورت اپنے اعمال کی جدوجہد اور ان کے نتائج کے حصوں میں برابر ہیں اور سب کے اعمال کا نتیجہ یکساں نکلنے والا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ۚ بَعۡضُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ

(آل عمران: 196)

یعنی اے لوگو! میں جو تمہارا خالق و مالک ہوں میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ کیونکہ تم سب ایک ہی نسل کے حصے اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہو۔

اور خاوند بیوی کے مخصوص حقوق کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ

(البقرۃ: 229)

یعنی جس طرح خاوندوں کے بعض حقوق بیویوں کے ذمہ ہیں اسی طرح بیویوں کے بعض حقوق خاوندوں کے ذمہ بھی ہیں۔

اس قرآنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ حقوق اور ذمہ داریوں کے معاملہ میں میاں بیوی برابر ہیں کہ کچھ پابندیاں خاوند کے ذمہ لگائی گئی ہیں اور کچھ پابندیاں بیوی کے ذمہ لگائی گئی ہیں اور دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کے متعلق پوچھے جائیں گے۔''

(صفحہ 695-696)

مضمون کے آخر میں خاکسار نے قرآن و حدیث سے بیوی کے 13 فرائض بھی لکھے ہیں اور آخر میں مسجد بیت الحمید کا ایڈریس اور فون نمبر بھی درج ہے۔

الاخبار نے اپنے عربی سیکشن میں 15 مارچ 2007ء صفحہ 19 پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس کے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 ستمبر 2006ء کا خلاصہ حضور کی تصویر کے ساتھ دوبارہ شائع کیا۔ یہ خطبہ اپنی ذات میں بہت اہمیت کا حامل تھا اور اسی وجہ سے ایڈیٹر نے اسے دوسری مرتبہ شائع کیا۔ اس خطبہ جمعہ کا عنوان یہ تھا۔

التسامح فی الاسلام کما تمثلت فی شخصیۃ الرسول الکریم محمد ﷺ

اسلام میں عفو، درگزر، مذہبی رواداری اور ہم آہنگی کی تعلیم۔ جس طرح رسول کریم ﷺ کی سیرت اور شخصیت سے ظاہر ہوئی۔

اخبار نے لکھا کہ الامام مرزا مسرور احمد نے جمعہ کے دن خطبہ جمعہ میں اسلام میں عفو، درگزر اور مذہبی رواداری کی تعلیم، آنحضرت ﷺ

کی حیاتِ طیبہ کی مثالوں سے بیان کی۔ انہوں نے بتایا کہ بعض لوگ اسلام کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام صرف قتل و غارت کا نام ہے اور ان میں آزادی مذہب نام کی بھی نہیں اور ہر جگہ جبر و اکراہ ہی نظر آتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کی اسلام سے ناواقفیت ہے اور ایسے لوگوں نے اسلام کی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ کو سمجھا ہی نہیں ہے۔

آپ نے مزید کہا کہ بدقسمتی سے بعض مسلمانوں نے بھی اپنے غلط عمل کی وجہ سے ان کے ان خیالات کو تقویت پہنچائی ہے جس کی وجہ سے اسلام کو اور آپ کی ذات مطہرہ مقدسہ کو اعتراضات کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اسلام نے ہر کسی کے حقوق کو قائم فرمایا ہے اور سب کو مکمل آزادی دی ہے۔

یہ بھی واضح ہو جانا چاہئے کہ اسلام میں صرف دفاعی جنگ کی اجازت ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو جنگیں کی ہیں وہ مجبوری تھی اور دفاعی جنگیں تھیں اور جب جنگ کی گئی تو اس کی بھی شرائط متعین کر دی گئیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت جہاد کا غلط تصور پھیلایا جا رہا ہے۔ اس وقت جو جہاد کے نام پر جو غارتگری کی جا رہی ہے وہ کسی رنگ میں بھی جائز نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ تو رحمت للعالمین تھے آپ نے کبھی جنگ میں پہل نہیں کی اور مخالفین کے لئے جنگ کے دوران بھی آپ صفت رحیم سے کام لیتے تھے اور انصاف اور عدل کے تقاضے پورے فرماتے تھے۔ تاریخ سے ہمیں اس کی بے شمار مثالیں مل جاتی ہیں جیسے کہ فتح مکہ کے وقت ہوا۔ اس وقت آپ نے سب کو مذہب کی آزادی دی کیونکہ قرآن کریم کی یہی تعلیم ہے۔ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ کہ دین میں کسی قسم کا جبر نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ 13 سال مکہ میں رہے اور اس زمانے میں آپ کو شدید تکالیف کا سامنا رہا۔ طائف میں بھی آپ پر پتھر برسائے گئے۔ آپ کو اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ ہجرت کرنا پڑی۔ لیکن کفار نے پھر بھی آپ کو تکلیفیں دیں اور مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ اس کے باوجود آپؐ نے ہر موقعہ پر دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک اور لطف و کرم کا معاملہ فرمایا۔

سورۃ آل عمران کی آیت 21 کے حوالے سے آپ نے فرمایا کہ یہ خدا کا کام ہے وہ خود ہی فیصلہ کرے گا کہ کس کو پکڑنا ہے، کس کو سزا دینی ہے، کس سے کیا سلوک کرنا ہے۔ پس یہ احکامات ہیں اور یہ آیت کریمہ فتح مکہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ جبکہ آپ کو طاقت حاصل تھی۔

حضور نے مزید فرمایا کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں کہ آپؐ نے جبر سے کام لیا۔ حالانکہ آپ کو یہ ہرگز گوارا نہ تھا کہ کوئی منافقت سے اسلام قبول کرے۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک کافر قیدی پیش ہوا۔ اس نے کہا مجھے کیوں قید کیا گیا ہے؟ میں تو مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا اب نہیں۔ پہلے اسلام لاتے تو ٹھیک تھا۔ اب تم جنگی قیدی ہو اور رہائی حاصل کرنے کے لئے مسلمان بن رہے ہو۔ آپ نے اس کو جبر سے مسلمان بنانا نہیں چاہا۔ آپ تو چاہتے تھے کہ دل اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جائیں۔ فرمایا: پس یہ انصاف تھا جس نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی ایک انقلاب پیدا کیا اور بعد میں بھی یہ انقلاب پیدا ہوا۔ اگر صحابہؓ کی زندگیوں کو دیکھیں۔ ان کے جائزے لیں تو پتہ لگتا ہے کہ جو انقلاب ان میں آیا وہ زبردستی دین بدلنے سے نہیں آتا بلکہ اس وقت آتا ہے جب دل تبدیل ہو جائیں۔ اس وقت آتا ہے جب دشمنوں سے بھی ایسا حسن سلوک ہو کہ دشمن بھی گرویدہ ہو جائے۔ فرمایا: فتح مکہ کے موقعہ پر عکرمہ جو شدید ترین دشمن تھا وہ بھاگ گیا۔ جب عکرمہ کی بیوی نے اس کو واپس لانے کے لئے معافی کی درخواست کی تو آپ نے معاف فرما دیا تو پھر ان میں ایسا انقلاب آیا جو تلوار کے زور سے نہیں لایا جا سکتا تھا۔ ایمان میں وہ ترقی ہوئی جو بغیر محبت کے نہیں ہو سکتی تھی۔ اخلاص سے دل ایسے پُر ہوئے جو بغیر محبت کے نہیں ہو سکتے تھے قربانی کے معیار اس طرح بڑھے جو دلوں کے بدلنے کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے تھے۔ حضور انور نے حضرت خدیجہؓ کے غلام حضرت زید کا بھی ذکر فرمایا کہ انہوں نے اپنے باپ اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ پھر اس واقعہ کا ذکر بھی فرمایا کہ جب ایک یہودی اور مسلمان میں جھگڑا ہوا تو آپ نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا اور ایک دفعہ آپ ایک یہودی کے جنازہ کے لئے بھی کھڑے ہو گئے۔

آخر میں مسجد بیت الحمید کا پتہ اور ایڈریس اور فون نمبر درج ہے۔

الاخبار نے اپنی اشاعت 15 مارچ 2007ء صفحہ 26 پر اپنے انگریزی سیکشن میں نصف صفحہ پر ہماری خبر دو تصاویر کے ساتھ شائع کی ہے۔

خبر کا عنوان ہے۔

Rabbi Booksten, Brett Kuncle and Imam Shamshad Discuss Salvation

یعنی ربائی بکسٹن، بریٹ کنکل اور امام شمشاد ''نجات'' کے بارے میں تبادلہ خیالات

اخبار نے لکھا کہ احمدیہ مسلم طلباء کی تنظیم نے یونیورسٹی آف کیلیفورنیا میں ایک انٹر فیتھ میٹنگ کا اہتمام کیا جس میں 70 سے زائد طلباء اور دیگر لوگوں نے شرکت کی اس انٹرفیتھ کا عنوان تھا ''نجات''

اخبار نے مزید لکھا کہ اگرچہ موسم بہت خراب تھا اس کے باوجود حاضری تسلی بخش تھی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ اعجاز سید نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ نیز بتایا کہ ہر مذہب کا مرکزی نقطہ یہی ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو یہ بتائے کہ ''نجات'' کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔ اسی وجہ سے ہم نے 3 بڑے مذاہب کے سپیکرز کو اپنے خیالات کے اظہار کے لئے دعوت دی ہے۔

اس کے بعد ربائی یوناہ بک سٹن نے نجات کے بارے میں بیان کیا۔ مسٹر بریٹ کنکل نے عیسائیت نقطہ نگاہ پیش کیا جس میں انہوں نے کہا کہ میں سب عیسائیوں کی نمائندگی نہیں کر رہا۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ کی صلیبی موت پر ایمان لانے اور نجات کا طریق بتایا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ مسجد بیت الحمید کے امام سید شمشاد احمد ناصر نے اسلامی نظریہ نجات کے بارے میں پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری زندگی کا مقصد خدا سے محبت کرنا ہے۔ اور اس کی عبادت ہے۔ نجات کا حصول اسلام میں یہ ہے کہ خدا کی محبت اور عبادت میں کامیابی حاصل کی جائے اور قرآن نے وہ راہیں سکھائی ہیں جن سے انسان کو اس دنیا اور پھر آخرت میں کامیابی حاصل ہو گی۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ مومن ہی کامیاب ہوں گے اور وہ کس طرح کامیاب ہوں گے وہ عاجزی و انکساری سے اپنی پانچ نمازیں اور عبادات الٰہی کرنے والے ہوں۔ بے ہودہ اور لغو کاموں اور باتوں سے بچنے والے ہوں، وہ خدا کی خاطر اسی کی راہ میں اپنے اموال خرچ کرنے والے ہوں۔ وہ اپنی عفت اور پاکدامنی کی حفاظت کرنے والے ہوں۔ اپنے عہدوں کی اور امانتوں کی پاسداری کرنے والے ہوں۔ جب یہ کریں گے تو وہ کامیاب ہو جائیں گے اور یہی ان کی نجات ہو گی۔ تقاریر کے اختتام پر سوال و جواب بھی ہوئے اور طلباء کی طرف سے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی سب کے لئے کیا گیا تھا۔

پاکستان ٹائمز نے اپنی 15 مارچ 2007ء صفحہ 14 پر 4 تصاویر کے ساتھ انٹر فیتھ میٹنگ کی خبر اردو میں دی ہے جس کا عنوان یہ ہے:

''یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے مذہبی مفکرین کے درمیان سیر حاصل گفتگو''

نجات یا بخشش کا راز اس بات میں پوشیدہ ہے کہ انسان کس قدر اپنی پیدائش کے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔ امام سید شمشاد احمد ناصر

اخبار نے تفصیل کے ساتھ نصف سے زائد صفحہ پر یہ خبر دی۔ تصاویر میں ایک تصویر ہیڈ ٹیبل کی ہے جس میں دائیں طرف عیسائی مقرر، درمیان میں خاکسار اور بائیں جانب ربائی تشریف رکھتے ہیں۔ دوسری تصویر میں ربائی تقریر کر رہے ہیں اور خاکسار تقریر کر رہا ہے۔ تیسری تصویر میں خاکسار مہمانوں سے مل رہا ہے اور ان کے سوالات کے جوابات دے رہا ہے۔ چوتھی تصویر میں سامعین تقاریر سن رہے ہیں۔ خبر کی تفصیل قدرے وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔

ہفت روزہ پاکستان پوسٹ کی نیویارک کی اشاعت 15 مارچ 2007ء صفحہ 15 پر ہمارے اسی انٹر فیتھ کی خبر آدھے صفحہ سے زائد پر پانچ تصاویر کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ خبر کی تفصیل قدرے وہی ہے جو اوپر گزر چکی ہے۔ خبر کا عنوان اس اخبار نے یہ لگایا ہے:

''کیلیفورنیا میں تینوں بڑے مذاہب کے مفکرین کے درمیان انٹر فیتھ ڈائیلاگ''

بیت الحمید کیلیفورنیا کے امام شمشاد احمد ناصر نے مسلمانوں کی نمائندگی کی اور خوبصورت انداز میں اسلام کا موقف پیش کیا۔

تینوں مذاہب کے درمیان نجات کے تصور پر تبادلہ خیالات، یہودی اور عیسائی عالموں نے بھی وضاحت کے ساتھ اظہار خیال کیا۔

نجات یا بخشش کا راز اس بات میں پوشیدہ ہے کہ انسان کس قدر اپنی پیدائش کے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔ امام سید شمشاد احمد ناصر

یہ ہیڈ لائنز تھیں۔ باقی خبر قریباً وہی ہے۔

انڈیا ویسٹ نے اپنی 16 مارچ کی اشاعت میں سیکشن B-23 پر ہماری مندرجہ بالا خبر ایک تصویر کے ساتھ انگریزی میں دی۔ تصویر کے نیچے (جو ہیڈ ٹیبل کی ہے) لکھا ہے۔ امام شمشاد، بریٹ کنکل اور ربائی یوناہ۔ اپنے اپنے مذہب سے انٹر فیتھ میٹنگ میں خیالات کا اظہار۔

اخبار نے اروائن میں ہونے والے احمدیہ مسلم طلباء کی آرگنائزیشن کے حوالہ سے اس خبر کی تفصیل شائع کی ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے 16 مارچ 2007ء صفحہ 6 پر 5 تصاویر کے ساتھ ہماری انٹر فیتھ کی خبر مندرجہ بالا جو اروائن یونیورسٹی میں احمدیہ طلباء کی تنظیم نے اہتمام کیا تھا کہ نصف سے زائد صفحہ پر شائع کیا ہے۔ یہ اخبار بھی نیویارک سے شائع ہوتا ہے اور اخبار کے مطابق یہ نیویارک کے علاوہ نیوجرسی، کنکٹی کٹ، شکاگو، بوسٹن، لاس اینجلس، سان فرانسسکو اور پنسلوینیا میں سب سے زیادہ پڑھا جانے والا اخبار ہے۔

خبر کا متن اور تفصیل قدرے وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

نوٹ: اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر کمیونٹی میں ہمیں پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور خبر دینی چاہئے اور پھر ایڈیٹر کے پیچھے پڑ جانا چاہئے۔ ایڈیٹر کو محسوس کرائیں کہ ہماری خبر ہی سب سے اہم ہے۔ خواہ چھوٹی خبر آئے۔ اس سے وہاں کی کمیونٹی میں پیغام پہنچ جائے گا۔ ان شاء اللہ

(باقی آئندہ بدھ اِنۡ شَآءَ اللّٰہ)

منور علی شاہد۔ جرمنی

لومڑی ایک چالاک جانور ہے

لومڑی کی چالاکی ضرب المثل ہے اس کے حوالے سے تاریخ کی کتب اور مضامین میں بہت دلچسپ روائتیں اور قصے کہانیاں پڑھنے کو ملتے ہیں۔ لومڑی سنسکرت زبان کا لفظ ہے جو مکر و فریب میں مشہور جنگلی جانور کے لئے بولا جاتا ہے اور یہ ہمیشہ مونث بولا جاتا ہے۔ عام زندگی میں یہ جملہ کثرت سے سننے کو ملتا ہے کہ ''وہ لومڑی کی مانند چالاک ہے''، کہیں یہ جملہ دوست، دوست کے بارے میں بولتا ہے اور کہیں ایک عورت دوسری عورت کے بارے میں بھی بولتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جو لومڑی کو خواب میں دیکھے اس کو عورت ملتی ہے۔ حقیقت میں اس جملے میں کسی کے انتہا کے چالاک اور شاطر ہونے کے وصف کو بادل ناخواستہ مانا جاتا ہے۔ لیکن یہ سچ ہے کہ لومڑی واقعی ایک چالاک جانور ہے اور محض اپنی چالاکی اور عیاری کے جنگلوں میں بڑے جانوروں کے ساتھ بلا خوف و خطر گھومتی پھرتی ہے۔، حیلے بہانے، چالاکی اور عیاری اس کے اندر گھٹ گھٹ کر بھرا ہے اور اپنا پیٹ بھی مکر و فریب سے بھرتی ہے۔ بہت زیادہ بھوکی ہو تو زمین پر لیٹ کر آنکھوں کی پتلیاں پھیر لیتی ہے اور دیکھنے والا سمجھتا ہے کہ مرچکی ہے اور یوں جب کوئی جانور اس کے قریب پہنچے تو جھپٹ کر دبوچ لیتی ہے اور یوں شکار کرتی ہے۔ لومڑی سے کسی نے پوچھا تجھے شیر کے قریب تر رہنا کیوں پسند ہے؟ اس نے کہا کہ پس خوردہ کھانے کو مل جاتا ہے اس کے دبدبہ کے سبب دشمنوں کے شر سے بھی محفوظ رہتی ہوں، زندگی امن سے بسر ہوتی ہے۔ پھر کسی نے پوچھا تجھے شیر کی حمایت بھی حاصل ہے تو اس کے قریب کیوں نہیں جاتی؟ تو لومڑی بولی میں اس کی گرفت سے بھی بے خوف نہیں ہوں۔ اس چالاک لومڑی کے قصے کہانیاں ہم نے بچپن میں پڑھے بھی ہیں اور سنے بھی ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ حیرت انگیز اور ناقابل یقین واقعات کی خبروں نے بھی لومڑی کی ''چالاک'' ہونے کی بھی تصدیق کی ہے۔ لومڑی ایک گوشت خور جانور ہے جس کا سائز ایک عام کتے کے برابر ہوتا ہے۔ جسم کی لمبائی ساٹھ سے نوے سینٹی میٹر تک ہوتی ہے جبکہ دم کی لمبائی ساٹھ سینٹی میٹر سے زائد نہیں ہوتی جبکہ وزن 9 کلوگرام تک ہوتا ہے۔ شریعت میں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ لومڑی کے خاندان کی 23 اقسام دنیا میں پائی جاتی ہیں ظاہری طور یہ جانور بہت ملتا جلتا ہے لیکن اس کے باوجود اس میں متعدد اختلافات بھی موجود ہیں۔ یہ چٹانوں میں زیادہ ملتی ہے ہر قدرتی ماحول میں خود کو ایڈجسٹ کر لیتی ہے۔ دنیا کے تمام براعظموں میں یہ پائی جاتی ہے۔ اس کے مرنے کے بعد حکماء اور طبیبوں نے اس کے مردہ جسم کے اعضا سے علاج بھی ڈھونڈ رکھے ہیں۔ مثال کے طور پر اس کی چربی سے گینٹھیا کے درد کو آفاقہ دیتا ہے۔ اس کی چربی پگھلا کر کان میں ڈالنے سے درد کا خاتمہ ہوتا ہے۔

2020 میں جرمنی کے حوالے سے لومڑی کی چالاکیوں کے بارے BBC کی ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جو لومڑی کی چالاکی کے تصور پر خوب روشنی ڈالتی ہے کہ کس طرح ایک لومڑی کے پاس سے 100 چپلیں برآمد ہوئیں۔ رپورٹ کے مطابق جرمنی کے شہر برلن کے ایک نواحی علاقہ سیلنڈورف کے مکین کافی دنوں سے پریشان تھے کہ ان کے گھر کے باغیچوں سے چپلیں اور سپورٹس کے جوتے غائب ہو رہے ہیں۔ مقامی مئیر نے مقامی ویب سائٹ پر اپنے نئے جوتوں کی گمشدگی کی شکایت کی تو اس کو معلوم ہوا کہ اور لوگوں نے بھی شکایت کر رکھی ہے۔ ایک دن اس مئیر نے رنگ ہاتھوں ایک لومڑی کو ایک چپل منہ میں دبائے جاتے دیکھا تو بعد ازاں تحقیق کرنے پر اس لومڑی کے ٹھکانے سے 100 رنگ برنگے جوڑے چپلوں کے برآمد ہوئے تھے جو وہ شوق کی بنا پر اکھٹے کر رہی تھی۔ 2019 میں ایک لومڑی 76 دنوں میں 3506 کلومیٹر کا سفر طے کر کے ناروے کے جزیرہ سے شمالی کنیڈا کے علاقہ میں پہنچ گئی تھی اس کے اس سفر نے سائنس دانوں کو انگشت بدنداں کر دیا تھا۔ تحقیق کی غرض سے اس مادہ لومڑی پر جی پی ایس ٹریکر لگایا کر اس کو کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔

شافعی لکھتے ہیں کہ ایک بار ہم سفر میں تھے راستے میں ہم نے کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا دو مرغیاں سالم بھنی ہوئی لائی گئیں کہ نماز مغرب کا وقت ہوگیا۔ ہم نے سب کچھ ویسا چھوڑ کر نماز پڑھنی شروع کر دی۔ نماز کے دوران ایک لومڑی آئی اور ایک مرغی اٹھا کر لے گئی۔ نماز کے بعد جب ہمیں علم ہوا تو بہت افسوس ہوا۔ اتنے میں ہم کیا دیکھتے ہیں کہ وہی لومڑی مرغی منہ میں پکڑے ہوئے آئی اور کچھ دور اس کو رکھ کر چلی گئی ہم دوڑے کہ وہ مرغی اٹھا لائیں ہم جو ادھر دوڑے تو لومڑی پھر نمودار ہوئی اور دسترخوان سے دوسری مرغی بھی اٹھا کر لے گئی۔ اس کے بعد ہم نے جو پہلی مرغی کو دیکھا تو وہ بوسیدہ کپڑا تھا جو مرغی کی مانند دکھائی دیا تھا ہمیں۔ یوں چالاک لومڑی نے ہمیں دونوں بھنی مرغیوں سے محروم کر دیا۔

لومڑی کے بارے میں ایک حکایت بھی کتابوں میں پڑھنے کو ملتی ہے جس کے مطابق ایک شیر، ایک بھیڑیا اور ایک لومڑی شکار کو نکلے اور انہوں نے ایک گدھا، ایک ہرن اور ایک خرگوش شکار کیا۔ شیر نے بھیڑئے سے کہا اس شکار کی تقسیم کرو۔ بھیڑئے نے کہا کہ آپ بادشاہ ہیں اور سب کے سردار ہیں لہذا بڑا جانور گدھا آپ کا ہوا، میں آپ کا نائب ہوں تو ہرن میرا ہوا اور لومڑی سب سے چھوٹی ہے تو خرگوش لومڑی کو دیدیتے ہیں۔ شیر کو یہ سن کر بہت غصہ آیا کہ میرے ہوتے یہ کیونکر حصہ دار بن بیٹھا۔ اس نے پنجہ مارا اور بھیڑئے کو وہیں ہلاک کر ڈالا اور پھر لومڑی سے بولا کہ تم تقسیم کرو۔ لومڑی نے کہا جناب، گدھا آپ اسی وقت کھائیں کیونکہ شکار کی وجہ سے آپ تھکے ہوئے ہیں۔ ہرن شام کو کھا لیجئے گا اور خرگوش سے کل صبح ناشتہ کر لیجئے گا۔ شیر یہ تقسیم سن کر بہت خوش ہوا اور بولا اے لومڑی، ایسی اچھی تقسیم تم نے کس سے سیکھی؟ لومڑی بولی، بھڑیئے کی اس حالت سے۔

''انگور کھٹے ہیں'' ایک مشہور ضرب المثل ہے جس میں لومڑی کے ہی رویئے کا پتہ چلتا ہے۔ کسی دیوار پر انگوروں کے گچھے لٹک رہے تھے، ایک لومڑی کا وہاں سے گزر ہوا انہیں دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آ گیا۔ وہ کھانے کے لئے قریب پہنچی تو علم ہوا کہ انگور کافی اونچے ہیں۔ اس نے بہت اچھل کود کی اور انگوروں کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی اور بالآخر وہ یہ کہہ کر چل دی کہ انگور کھٹے ہیں، انہیں کھانے سے کیا فائدہ۔

رپورٹ: کاشف احمد۔ نمائندہ الفضل آن لائن تھائی لینڈ

تھائی لینڈ میں ریفیوجی میں راشن کی تقسیم

محض اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت کے ساتھ جماعت احمدیہ تھائی لینڈ کو ماہ دسمبر میں ضرورت مند رفیوجی فیملیز کو راشن تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔ اس میں 127 فیملیز کو مبلغ ساٹھ ہزار تھائی بھاٹ کا راشن تقسیم کیا گیا۔ جس میں بنیادی ضرورت کا سامان آٹا۔ کوکنگ آئل۔ چینی۔ چائے اور دیگر اشیاء شامل ہیں۔ یہ تمام رقم مقامی فنڈ سے لی گئی۔ دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ جماعت کی اس ادنیٰ سی کاوش کو قبول فرمائے اور تھائی لینڈ میں مقیم رفیوجی فیملیز کی مشکلات کو دور فرمائے۔ اور اپنے فضل سے سب کے لئے راحت اور آسانی کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین

طیبہ منصور چیمہ ۔ لندن

میری بستی میرے خوابوں کی بستی بن گئی کیونکر

پچھلے دنوں پیارے آقا کے مبارک الفاظ ’’ربوہ ربوہ ای اے‘‘ کو موضوع بنا کر ایڈیٹر صاحب الفضل آن لائن نے خوبصورت اداریہ لکھا اس کے ساتھ ہی ربوہ کے باسیوں کی یادوں میں ہلچل مچ گئی جن کو پڑھ کر ہم بہت لطف اندوز ہوتے رہے پھر دل میں ربوہ کی یادوں نے شور مچا دیا اور وہ جذبات جو عرصہ 35 سال سے دبے ہوئے تھے ابھر آئے کہ میں قلم اٹھانے پر مجبور ہو گئی ربوہ میرا ربوہ ہم سب کا ربوہ جس کی مٹی نے تین خلفاء کے قدم چومے جو ہمارے پیارے موجودہ امام کی جائے پیدائش بھی ہے جس کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بڑی ہی متضرعانہ دعائیں اور صدقات کے ساتھ آباد کیا جہاں میرا بھی بچپن اپنی پیاری امی جان کی آغوش میں گزرہ آج ان یادوں کو جمع کرنے کی کوشش کر رہی ہوں جہاں تک مجھے یاد ہے ہماری رہائش غلہ منڈی سے شروع ہوئی جہاں میرے ابو جان کی شاپ تھی بہت ہی پیارا ماحول ہم نے دیکھا میں بہت ہی چھوٹی تھی کہ میرے ابو جان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے ارشاد کے مطابق محمد آباد سندھ چلے گئے اور وہاں کاروبار شروع کیا اور ہم بہن بھائی اپنی امی جان کے ساتھ تعلیم کی غرض سے ربوہ رہ گئے اور پھر وہی پیاری بستی ہمارا مسکن بن گئی جس کی پیاری یادیں آج بھی ہمیں زندگی کی نوید دیتی ہیں جہاں کے بزرگوں کے لئے ہر گھر کا بچہ گویا انکا اپنا بچہ تھا اور اس کی بہترین تربیت انتہائی پیار بھرے انداز میں کرنے کی کوشش کرتے اور بچے کھیل میں بھی مصروف ہوتے تو کسی بھی بزرگ کے پاس سے گزرنے پر فوراً کھڑے ہو کر سلام کرنے کو اپنا فرض سمجھتے اور پھر انکا پیار بھرا جواب سن کر کھیل میں مگن ہو جاتے مجھے یاد ہے ابو جان کے سندھ جانے کے بعد ہم دارالرحمت شرقی راجیکی میں رہتے تھے اور عصر نماز کے بعد تھوڑی دیر کے لئے دوسری بچیوں کے ساتھ گھر کے آگے کھیلنے کی اجازت ملتی تو وہاں سے چوہدری شبیر احمد صاحب کا اکثر گزر ہوتا دور سے نظر آنے پر ہم اپنی کھیل چھوڑ کر انکو سلام کرنے کھڑی ہو جاتیں وہ اتنی شفقت سے جواب دیتے کہ ہمارا دل خوش ہو جاتا پھر حلقہ کی صدرات اور سیکرٹریان ناصرات اتنے پیارے انداز سے ہماری تربیت کرتیں انکی بتائی ہوئی باتیں آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہیں سکول اور جامعہ نصرت بہترین درسگاہیں اور ان میں بہت ہی محبت سے تعلیم دینے والی ہماری بہترین اساتذہ جنہوں نے امی جان کے ساتھ ساتھ ہمیں زندگی کے بہترین اسلوب سکھائے ہمارے دلوں میں خلافت اور جماعت کے ساتھ دلی محبت احترام اور دلی لگاؤ پیدا کیا اور قرآن کریم کا لفظی ترجمہ انہیں بزرگ اساتذہ سے سیکھا جن میں سے کافی اساتذہ کی وفات کا پتہ چلتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرمائے پھر انہیں اساتذہ کی رہنمائی اور سرپرستی کی بدولت مجھے بارہا مختلف دوسرے شہروں کے کالجز میں جاکر ڈیبیٹ کی صورت میں اپنی عظیم درسگاہ کی نمائندگی کا بھی موقع ملا اور الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری پیاری درسگاہ کی عزت دوسروں کی نظروں کی میں بڑھانے کا موقع دیا جہاں ہماری ٹیچرز انہیں پہلے ہی متنبہ کر دیتیں کہ ہماری بچیوں کی کوئی تصویر اتارنے کی کوشش نہ کرے آگے سے جواب ملتا کہ ہمیں پتہ آپ تالیاں تک نہیں بجانے بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی ذمہ داریاں سے ہماری اساتذہ نے اپنے فرائض نبھائے اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے اور گھر سے بھی امی جان کا حکم تھا کہ اگر دوسرے شہروں میں جاکر پروگرام میں حصہ لینے کی خواہش ہے تو خلیفۃ المسیح سے اجازت لو اگر اجازت ملتی ہے تو جاسکتی ہو ورنہ نہیں غرض حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں درخواست کی تو پیارے آقا کا جواب آیا کہ اگر پردے کا خاطر خواہ انتظام ہے تو جا سکتی ہیں بہرحال الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے آقا کے حکم پر مجھے بھی اور میری ساتھی باقی سب احمدی بہنوں کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اردو کے تلفظ کے لئے ہمیشہ ہمارے حلقہ دارلصدر شرقی کی صدر صاحبہ مولانا عبدالمالک خان صاحب کی بیگم صاحبہ کی راہنمائی حاصل رہی اور بعض اوقات ہمیں اسی سلسلے میں اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی والدہ محترمہ کی صحبت بھی نصیب ہوتی جو پہلے جوس وغیرہ کے ذریعے عزت افزائی فرماتیں پھر ہماری تقاریر سنتیں اور راہنمائی فرماتیں غرض ہم ربوہ کے باسی تو ایسی ہی لڑیوں میں پروئے ہوئے تھے ۔

پھر میرے دو بھائی چونکہ جامعہ میں زیرتعلیم تھے ابو جان سندھ میں رہتے تھے اس لئے امی جان کی زمادار یاں بھی دوسری ماؤں سے بڑھ کر تھیں جو وہ محنت کوشش اور دعاؤں کے ساتھ تندہی سے انجام دیتیں کہ سجدہ گاہیں ان کی تر رہتیں فکر ہر وقت یہ کہ چھ بچوں کا ساتھ ہے کوئی بچہ تربیت کے معاملہ میں پیچھے نہ رہ جائے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس میں سرخرو بھی فرمایا اور امی جان کی ان کوششوں میں بڑے بھائی جان کے جامعہ کے زمانے میں محترم میر داؤد احمد صاحب کی شفقت بھی شامل تھی انکی وفات میرے بچپن میں ہی ہو گئی تھی لیکن انکا ایک واقعہ میرے ذہن میں نقش ہے ایک دفعہ میری امی جان بیمار ہوئیں تو شاید بھائی جان میر صاحب سے دعا کی درخواست کی ہو گی تو شام کو دروازہ کھٹکا کھولنے پر پتہ چلا کہ میر صاحب تشریف لائے ہیں مجھے آج بھی یاد ہے کہ انکے ہاتھ میں دوائی کی شیشی تھی کہ یہ جلال شمس صاحب کی والدہ کے لئے ہے اور امی جان کے ہاسپٹل جانے پر پتہ چلتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ کی طرف سے پہلے ہی ڈاکٹر میاں منور احمد صاحب کو ہدایت پہنچ چکی ہے کے جامعہ کے اس نام کے طالبعلم کی والدہ کا پوری توجہ سے چیک اپ اور علاج کیا جائے ہے کوئی دنیا میں ایسا شہر کے جس کے باسیوں کا اتنا خیال رکھنے والا کوئی ہو سبحان اللہ اور پھر دوسرے بھائی منیر جاوید صاحب کے جامعہ کے زمانہ میں میر محمود احمد صاحب اور ملک سیف الرحمٰن صاحب کی شفقتیں انہیں حاصل رہیں جو بھائی کالج میں گئے وہ چوہدری محمد علی صاحب کا بہت ذکر کیا کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں اور پھر رمضان آتا تو لگتا ہماری اس پیاری بستی کے گلی کوچے پرنور ہو گئے ہیں اس شہر کے باسیوں کی گویا ساری سستیاں دور ہو جاتیں اور مساجد آباد ہو جاتیں رات میں عبادتوں کا عالم ہی اور ہوتا دن کو مسجد مبارک میں درس کا ماحول مجھے آج بھی یاد ہے جید علماء درس دیتے جنہیں سننے کے لئے دور دور کے محلوں سے قرآن کریم کا درس سننے کے لئے شدید گرمی میں گرمی کی پرواہ کئے بغیر احمدی مسجد مبارک میں جمع ہوتے اور رات کو نماز تراویح میں مساجد کی رونق دیکھنے والی ہوتی اور اتنی رقت آمیز پرسوز دعاؤں کے مناظر دیکھنے کو ملتے جن کے نقش آج بھی ہمارے دلوں پر تازہ ہیں نماز فجر کے بعد بہشتی مقبرہ میں دعا کے لئے جانے والوں کا ایک ہجوم ہوتا قادیان کا زمانہ تو ہم نے دیکھا نہیں لیکن ربوہ میں حقیقتاً 14 سو سال پہلے کی پڑھی ہوئی تاریخ کی یاد تازہ ہو جاتی اتنا پیارا اور مقدس ماحول تھا ہماری اس پیاری بستی کا کہ ہمارے جامعہ نصرت کی ایک غیر احمدی پرنسپل بھی اس بات کا اقرار کئے بغیر نہ رہ سکیں کہ یہ ایک پرسکون شہر ہے اس میں شرافت ہے نجابت ہے اس شہر کے باسی ایک دوسرے کا احترام کرتے ہیں ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں یہاں میں نے آج تک کسی کو کسی پر آوازیں کستے نہیں دیکھا میں اس وقت بھی اس بات اور اس پیاری بستی پر فخر محسوس کرتی تھی اور آج بھی ہے کہ ہم اس بہت ہی پیاری بستی میں پل کر بڑے ہوئے اور پروان چڑھے اور ان درس گاہوں میں تعلیم حاصل کی جن کی بنیادیں پیارے آقا حضرت مصلح موعود نے رکھیں خلفاء مسیح موعود نے اپنی نگرانی میں انہیں پروان چڑھایا جلسہ ہائے سالانہ ربوہ کا ذکر کرنا بھی ضروری ہو گا ہمارے بچپن میں ربوہ میں رہائش کے آخر تک الحمدللہ ہم نے سب جلسے دیکھے مہمانوں کی مہمان نوازیوں کے موقع ملے اور یہ محسوس ہوتا کہ جس کے گھر مہمان زیادہ ہیں گویا وہ سب سے امیر ہے اور پھر بازاروں کی رونقیں بازاروں نظم ونسب اور پھر ہر طرف نظموں کی آوازیں پر الیوں پر سونا ڈیوٹیاں دیتے نہ تھکنا پھر بارش میں بھی حضرت خلیفۃ المسیح کے خطابات کو عشاق کا سکون سے بیٹھ کر اس دلجمعی سے سننا گویا کیہ بہترین موسم سے لطف اندوز ہوا جارہا ہے اور اب اگر جماعت پر آنے والے پر آشوب حالات میں اس شہر کے باسیوں کی کھلے دل کے ساتھ اپنے لٹ پٹ کر آنے والے بہن بھاؤں کو کھلے دل اپنے گھروں اور دلوں میں سمونے کا ذکر نہ کروں تو میرا مضمون مکمل نہ ہو گا میری مراد سنہ 74 کے ملک گیر احمدیوں کے خلاف اٹھنے والے ہنگاموں کے حالات کا ہے جہاں پورے پاکستان کے احمدیوں نے جانی اور مالی قربانیاں دیں تو اس عظیم شہر کے باسیوں نے ان دکھی دلوں کے ساتھ مواخات کا عظیم نمونہ دیکھا کر دنیا میں ایک مثال قائم کر دی اور پھر لاہور کے دلخراش واقعہ پر بھی ربوہ کے باسیوں اپنے غمزدہ بہن بھائیوں کے غموں پر تسلی تشفی کا پھاہا رکھا اور انکے غموں کو بانٹا غرض یہ دنیا کا واحد شہر ہو گا جس میں کسی آنے والے مسافر کو رہائش کا کھانے کا مسئلہ پیش نہیں آتا کہ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ لنگر خانہ دارالضیافت کے نام سے قائم ہے اور پاکستان کے بہترین ہسپتالوں میں شمار ہونے والا فضل عمر ہسپتال بھی ہے جس سے بغیر تفریق مذہب وملت ہر کوئی مستفید ہوتا ہے غرض کون سا دنیا کا آرام اور سکون ہے جو اس میری پیاری بستی میں نہیں اسی لئے ربوہ کے باسی اس پیاری بستی کی یاد کو دل سے محو کر ہی نہیں سکتے اور جس کا اظہار میرے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مختصر الفاظ میں فرمایا کہ ۔

’’ربوہ ربوہ ای اے‘‘

ربوہ رہے کعبہ کی بڑائی کا دعاگو
ربوہ کو پہنچتی رہیں کعبہ کی دعائیں

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے
2022ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان و انٹرویو) 4 اور 5 جولائی 2022ء کو ان شاء اللہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:۔

تعلیمی معیار

درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا %60 سے کم نمبر نہ ہوں۔

عمر

جی سی ایس ای (GCSE) پاس کرنے والے طالبعلم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالبعلم کی زیادہ سے زیادہ عمر 19 سال ہونی چاہئیے۔

میڈیکل سرٹیفکیٹ

درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے میڈیکل سرٹیفکیٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونا چاہئے۔

تحریری ٹیسٹ و انٹرویو

درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کیلئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کیلئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

درخواست دینے کا طریق

درخواست، متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی، نامکمل درخواست پر کارروائی نہیں کی جائے گی:۔

1. درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب۔
2. درخواست دہندہ کی صحت کی بابت میڈیکل سرٹیفکیٹ (بزبان انگریزی)۔
3. جی سی ایس ای/اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔
4. پاسپورٹ کی مصدقہ نقل۔
5. درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔
6. درخواست دہندہ کے برتھ سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔

متفرق ہدایات

1. درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔
2. مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 مئی 2022ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔
3. جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:۔

Jamia Ahmadiyya UK
Branksome Place
Hindhead Road
Haslemere
GU27 3PN
Tel: +44(0)1428647170
+44(0)1428647173
Mob: +44(0)7988461368
Fax: +44(0)14286474

رابطہ کیلئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے)

ایڈیٹر کے نام خط

ایڈیٹر کے نام خطوط کی اہمیت اور مرحومین پر قلم اٹھانے کی ضرورت

مکرم منور علی شاہد۔جرمنی سے لکھتے ہیں۔

صحافت کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو یہ پتہ چلتا ہے کہ پرنٹ میڈیا کی ابتداء ہی سے تمام بڑے اخبارات کے اہم صفحات پر جگہ پانے والوں میں ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ کے عنوان سے مراسلات کی اشاعت رہی ہے۔ یہ سیاسی، مذہبی، علمی اور تاریخی موضوعات کے علاوہ اخبار کے قارئین کی تجاویز اور اخبار میں شائع ہونے والے مضامین پر تبصروں پر مشتمل ہوتے تھے اور ہیں صحافتی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ لکھنے والے انہی قلمکاروں سے بعد میں بڑے بڑے کالم نگاروں اور لکھاریوں نے جنم لیا۔ اخبارات کے قارئین کی بڑی تعداد سب سے پہلے قومی اخبار کے اسی حصہ کو پڑھتی تھی اور ہے جس میں چھوٹے چھوٹے خطوط کی شکل میں مختلف آراء، تجزیہ اور تجاویز لکھی ہوتی ہیں جن کو پڑھ کر علمی وقلبی اطمینان ملتا ہے اور ساتھ ہی اخبار کی مقبولیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

روزنامہ الفضل آن لائن کے اندر بھی جب سے اس سلسلہ کی ابتداء ہوئی ہے تب سے بہت سے ایسے خطوط نظر سے گزرے جو ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ لکھے گئے تھے اور اپنی علمی تحریر کی بناہ پر انہوں نے بہت متاثر کیا تھا۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل، خلیفہ وقت کی دعاؤں، راہنمائی اور ادارے کے ٹیم ورک کے نتیجہ میں الفضل آن لائن دنیا بھر کے احباب کی توجہ کا مرکز بن رہا ہے۔ عام قاری کا رجحان بھی اب لکھنے کی طرف مائل ہو رہا ہے۔ یہ بہت اچھی اور مثبت تبدیلی ہے۔ میں نے بھی پاکستان میں کالم نگاری اور مضامین لکھنے کی ابتداء اسی ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ کے نام مراسلے لکھنے سے شروع کی تھی اور آج میرے بڑے اخبارات میں شائع شدہ کالموں کی تعداد ایک ہزار سے کہیں زیادہ ہو چکی ہے اور الفضل میں شائع شدہ مضامین کی تعداد بھی بیسیوں میں ہے۔ اس لئے یہ ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ روزنامہ الفضل آن لائن کے معیار کو بہتر کرنے اور بہترین موضوعات کی فراہمی میں بہترین کردار ادا کر رہے ہیں۔

ایک تجویز

’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ کے ذریعے خاکسار ایک تجویز ادارے کی خدمت میں لکھ رہا ہے، کہ الفضل آن لائن میں ’’یاد رفتگان‘‘ کے حوالے سے مضامین کی اشاعت کی تعداد میں اضافہ کیا جانے کی ضرورت ہے۔ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں۔

اول یہ کہ وفات یافتگان سلسلہ اور خاندان کے بزرگان کا ذکر خیر ہوجاتا ہے اور ان کے لئے دعائیں ہوجاتی ہیں۔

دوم ان کے عزیز واقارب اور دوستوں اور جماعت، خاندان کی نئی نسل کو ان کی پرانی خدمات کا علم ہوتا ہے اور بات سے بات نکلتی ہے۔

سوم ’’یاد رفتگان‘‘ ایسے موضوعات پر لکھے جانے والے مضامین کی خاندان، عزیز و اقارب، احباب جماعت میں بہت پڑھے جاتے ہیں۔ ایسے مضامین اور ’’ایڈیٹر کے نام خطوط‘‘ بعد میں بطور ریفرنس بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس طرح کی تشہیر سے الفضل اخبار کے مطالعے کی طرف رجحان بھی جنم لیتا ہے۔ مجھے یاد پڑھتا ہے کہ ایک بار حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی احباب جماعت کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی تھی کہ احباب خاندانوں کے پرانے بزرگوں کو یاد کریں ان کی تاریخ اکٹھی کریں۔ پاکستان سے احمدیوں کی بڑی تعداد بیرون ممالک میں منتقل ہو چکی ہے ان کے سینوں میں پاکستان میں بجالائی والے دینی خدمات کے خزانے مدفون ہیں ان کو قلم کے ذریعے باہر لاکر الفضل کی زینت بنانے کی اشد ضرورت ہے تا کہ سنہری تاریخ محفوظ ہو سکے۔

لہٰذا اس مراسلہ کے ذریعے استدعا ہے کہ ’’یاد رفتگان‘‘ موضوع پر زیادہ سے زیادہ مضامین کی اشاعت ہو، تا کہ احباب جماعت زیادہ سے زیادہ ان کو پڑھیں اور پھر قلم اٹھائیں تا کہ دنیا کے کونے کونے میں بیٹھے احمدی کو نئے سے نیا پڑھنے کو ملے۔

(نوٹ از ایڈیٹر)

اوپر خط میں لکھے ہر دو امور بہت اہم ہیں۔ مراسلہ نگار کو خاکسار نے ہی لاہور میں قلم پکڑنا اور لکھنا سکھایا تھا اور بفضل اللہ تعالیٰ موصوف نیشنل اخبارات میں کالم لکھتے اور پزیرائی پاتے ہیں۔

یہی دو مذکورہ اُمور ہیں جن پر قلم کشائی کرنے سے لکھنے کی عادت مستحکم ہوتی ہے کیونکہ ہر دو اُمور کا تعلق جذبات سے ہے اور انسانی جذبات انسان کو مضبوط تحریر کی طرف کھینچ کر لے جاتے ہیں۔ پس آگے بڑھیں اور الفضل آن لائن کے ننھے منے قلمکار بن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سلطان نصیر ٹیم میں شامل ہو جائیں اور کلمۂ حق بلند کریں۔

اعلان نکاح وتقریب رخصتانہ

- مکرم محمد شریف ظفر۔آسٹریلیا یہ اعلان کرواتے ہیں:

خاکسار کی بیٹی عزیزہ آمنہ ظفر کا نکاح ہمراہ عزیزم غفار احمد ابن مکرم تجمل حسین آف راولپنڈی سے مورخہ 12نومبر 2021ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ مکرم سید وودود جنود (مربی سلسلہ) نے مسجد بیت السلام میلبورن میں پڑھایا۔ مورخہ 13نومبر 2021ء بروز ہفتہ عزیزہ کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم طاہر احمد مجوکہ نے کی اور دلہن کے تایا مکرم نیک محمد نمائندہ الفضل آن لائن نے نہایت خوش الحانی سے دعائیہ اشعار پڑھے۔ اس کے بعد مکرم مربی صاحب موصوف نے دعا کروائی۔

عزیزہ آمنہ ظفرسلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم مکرم صالح محمد (مرحوم) سابق باڈی گارڈ، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ وحضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی پوتی ہے۔ قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ طرفین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس رشتہ کے ذریعے ایسی نسلیں آگے چلیں جو تاقیامت اسلام احمدیت اور خلافت کے وفادار اور مخلص خدمت گار ہوں۔ آمین ثم آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے مبارکباد قبول کریں۔

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

تحریکات خلفائے احمدیت

ذیشان محمود۔ مربی سلسلہ سیرالیون

نومسلم نومبائعین کو سورۃ الفاتحہ عربی مع ترجمہ یاد کروائیں

قسط 13

روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے شمارہ 17 نومبر 2021ء میں خلفائے احمدیت کی تحریکات (قسط 7) میں نومبائعات سے متعلق حضور انور کا ارشاد شائع ہوا تھا کہ

’’ہر نومبائعہ کو سورۃ الفاتحہ یاد کرنی چاہیے۔‘‘

اس ضمن میں ایک اور ملاقات میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل مزید ارشاد فرمایا ہے۔

امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6؍نومبر 2021ء کو نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ کینیڈا کے ساتھ آن لائن ملاقات فرمائی۔

قائد تربیت نو مبائعین سے گفتگو فرماتے ہوئے جو نومبائعین کی اخلاقی تربیت کے ذمہ دار ہیں، حضورِانور نے فرمایا کہ

’’ایسے نو مبائعین جو پہلے مسلمان نہیں تھے انہیں سورۃ الفاتحہ عربی اور اس کا ترجمہ سکھانا چاہیے اور انہیں نماز پڑھنی بھی سکھانی چاہیے‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 23 نومبر 2021ء)

بقیہ: ارشادات حضرت مسیح موعودؑ...... از صفحہ 4

عیسائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں۔ ان کی تعداد تین ہزار تک پہنچی ہے اور جس قدر کتابیں اور رسالے اور اشتہار آئے دن ان لوگوں کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضوں کی شکل میں شائع ہوتے ہیں ان کی تعداد چھ کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ گویا ہندوستان کے مسلمانوں میں سے ہر ایک آدمی کے ہاتھ میں یہ لوگ کتاب دے سکتے ہیں۔ پس سب سے بڑا فتنہ یہی نصاریٰ کا فتنہ ہے اور اَلدَّجّال کا بروز ہے۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 402 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کی تاریخ پڑھو تو معلوم ہو جاوے گا کہ دنیا کی کیا حالت تھی۔ خدا تعالیٰ کی پرستش دنیا سے اٹھ گئی تھی اور توحید کا نقش پا مٹ چکا تھا۔ باطل پرستی اور معبودان باطلہ کی پرستش نے اللہ جل شانہ کی جگہ لے رکھی تھی۔ دنیا پر جہالت اور ظلمت کا ایک خوفناک پردہ چھایا ہوا تھا۔ دنیا کے تختہ پر کوئی ملک، کوئی قطعہ، کوئی سرزمین ایسی نہ رہ گئی تھی جہاں خدائے واحد، ہاں حی و قیوم خدا کی پرستش ہوتی ہو۔ عیسائیوں کی مردہ پرست قوم تثلیث کے چکر میں پھنسی ہوئی تھی اور ویدوں میں توحید کا بیجا دعویٰ کرنے والے ہندوستان کے رہنے والے 33 کروڑ دیوتاؤں کے پجاری تھے۔ غرض خود خدا تعالیٰ نے جو نقشہ اس وقت کے حالت کا ان الفاظ میں کھینچا ہے کہ ظَھَرَ الۡفَسَادُ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ (الروم:42) یہ بالکل سچا ہے اور اس سے بہتر انسانی زبان اور قلم اس حالت کو بیان نہیں کرسکتی۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ 208 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں خدا نے بڑا فضل کیا اور اپنے دین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا تا کہ وہ اس روشنی کی طرف ان کو بلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا اور دین کے محو کرنے کے واسطے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں تو چنداں حرج نہ تھا مگر اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر میں قومیں لگی ہوئی ہیں۔ مجھے یاد ہے اور براہین احمدیہ میں بھی میں نے ذکر کیا ہے کہ اسلام کے خلاف چھ کروڑ کتابیں تصنیف اور تالیف ہو کر شائع کی گئی ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد بھی چھ کروڑ اور اسلام کے خلاف کتابوں کا شمار بھی اسی قدر۔ اگر اس زیادہ تعداد کو جو اب تک ان تصنیفات میں ہوئی ہے چھوڑ بھی دیا جائے تو بھی ہمارے مخالف ایک ایک کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت نہ ہوتا اور اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ۔ (الحجر:10) اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اسلام آج دنیا سے اٹھ جاتا اور اس کا نام و نشان تک مٹ جاتا۔ مگر نہیں ایسا نہیں ہوسکتا۔ خدا کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ مجھے افسوس اور رنج اس امر کا ہوتا ہے کہ لوگ مسلمان کہلا کر ناطے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کی فکر نہیں کرتے اور مجھے اکثر بار پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے کہ عیسائی عورتوں تک مرتے وقت لکھو کھہا روپیہ عیسائی دین کی ترویج اور اشاعت کے لئے وصیت کر مرتی ہیں اور ان کا اپنی زندگیوں کو عیسائیت کی اشاعت میں صرف کرنا تو ہم روز دیکھتے ہیں۔ ہزارہا لیڈی مشنریز گھروں اور کوچوں میں پھرتی اور جس طرح بن پڑے نقد ایمان چھینتی پھرتی ہیں۔ مسلمانوں میں سے کسی ایک کو نہیں دیکھا کہ وہ پچاس ہزار روپیہ بھی اشاعت اسلام کے لئے وصیت کر مرا ہو۔ ہاں شادیوں اور دنیاوی رسوم پر تو بے حد اسراف ہوتے ہیں اور قرض لے کر بھی دل کھول کے فضول خرچیاں کی جاتی ہیں۔ مگر خرچ کرنے کے لئے ہیں تو اسلام کے لئے نہیں۔ افسوس! افسوس!! اس سے بڑھ کر اور مسلمانوں کی حالت قابل رحم کیا ہوگی؟

(ملفوظات جلد1 صفحہ 62-63 ایڈیشن 2016ء)

(جاری ہے)

فقہی کارنر

ایک شخص نے اپنی کچھ حاجات تحریری طور سے پیش کیں۔ حضرت اقدسؑ نے پڑھ کے جواب میں فرمایا کہ:

’’اچھا ہم دعا کریں گے۔‘‘

تو وہ شخص کسی قدر متحیر ہو کر پوچھنے لگا۔ آپ نے میری عرضداشت کا جواب نہیں دیا۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ ہم نے تو کہا ہے کہ دعا کریں گے۔ اس پر وہ شخص بولا کہ حضور کوئی تعویذ نہیں کیا کرتے؟ فرمایا:

’’تعویذ گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ ہمارا کام تو صرف اللہ کے حضور دعا کرنا ہے۔‘‘

(الحکم 6؍اپریل 1908ء صفحہ 1)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یوکے)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

بڑا پن

بڑی بڑی باتیں کرنے سے انسان بڑا نہیں بن جاتا۔ بڑا بننے کے لئے چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔ بڑے بڑے پتھروں سے انسان کو ٹھوکر نہیں لگتی بلکہ چھوٹے چھوٹے پتھروں سے ہی انسان کو ٹھوکر لگتی ہے۔

مرسلہ: محمد عمر تیاپوری، انڈیا

طلوع و غروب آفتاب

19 جنوری 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:41	18:02
مدینہ منورہ	05:46	17:58
قادیان	06:03	17:50
ربوہ	05:43	17:30
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:27	16:31